Postal Regd.No.LW/NP/63/2003to2005

AUG. 2005

Vol. No. 4 - Issue No.19

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

R.N.I. No-UP URD/2001/6071

(0522) 2740151 ندوہ مہمان خانہ

2741272 دفتر اہتمام

2741221 (فیکس) رابطہ ادب اسلامی

2741834 مجلس صحافت ونشریات

Mobile : 09415786548 Shop : 0522-2274606 Phone : 0522-2616731 (R)

Mohd. Akram Jewellers

محمد اکرم جویلرس

Near Odeon Cinema, Lucknow.

Phone : 2266786

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad

ثنا جویلرس

Sana Jewellers

۱۲/۳۰۱ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

301/12, Sarai Bans,
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Phone : 2260433

جدید و دلکش سونے، چاندی کے زیورات کے لئے
ہمارے شوروم میں آپ کا خیر مقدم ہے

گہنہ پیلیس

Gehna Palace

Whenever You See Jewellery,
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Resi : 2226177
Akbari Gate : 2268845

سونے اور چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام

Shop : 9415002532
2613736
3958875

حاجی صفی اللہ جویلرس

ہمارا نیا شوروم

گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد، لکھنؤ

پروپرائٹر: محمد اسلم

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala, Aminabad, Lucknow - 18

Abdullah Malik
Managing Director

Ph : (0522) 2266824
2252789
Off : 2240999

S. ABDUL MALIK & SONS

ایس. عبدالملک اینڈ سنس

Specialist in :
Indian Attars & Synthetics Essential Oils

253/28, Nadan Mahal Road, Nakhas, Lucknow U.P India
Website : malikattars.com
E-mail : shamamahouse@rediffmail.com

Editor : **Shamsul Haq Nadwi** Office Ph : 2741235 (Ext) 18 Printed & Published by **Athar Husain**
on behalf of **Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat** at **Parekh Offset Printing Press,** Tagore Marg, Lko. Ph : 0522-3943484

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

اشاعت کا ۴۲ واں سال

بقاءِ شریعت کا راز

شیطان نے یہ باور کرایا کہ شریعت کا مقصود صرف اتنا ہے کہ حضوری حاصل ہو جائے لیکن یہ غلط ہے شریعت کا اس کے علاوہ بھی مقصود ہے، مثلاً پانچ وقت کی نمازیں ایسی ہیں جیسے کسی دریچۂ کمال میں پانچ کیلیں لگی ہوں، اگر کیلیں الگ ہو جائیں تو وہ دریچہ کمال سے جدا ہو کر گر جائے، جیسے خود ابلیس گر گیا، اگر کوئی کہے کہ یہ پانچ نمازیں کس طرح پانچ کیلوں کی طرح ہیں جن سے کمال کا یہ دریچہ تھما ہوا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا پہچاننا انسان کی طاقت میں نہیں، یہ درحقیقت ایسا ہی ہے جیسے اشیاء اور ادویہ کے خواص۔ عقل اس کی وجہ دریافت نہیں کر سکتی، جیسے سنگ مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے؟

(حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ)

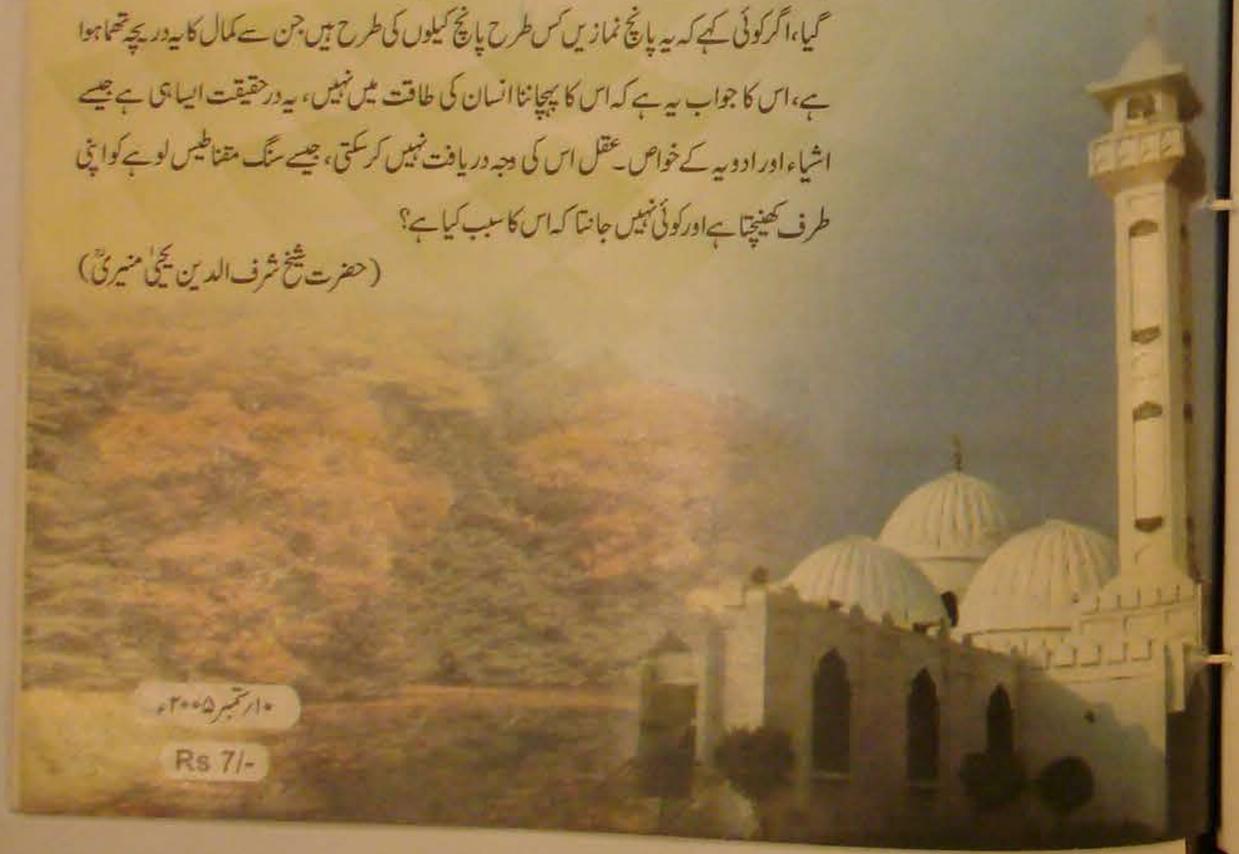

۱۰ ستمبر ۲۰۰۵ء

Rs 7/-

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

ایک شخص نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر محل تعمیر کیا، وہاں انواع واقسام کی نعمتیں جمع کیں، جب اس کا اخیر وقت ہوا تو اس نے لڑکے کو وصیت کی کہ اس محل میں جو ترمیم وتصرف چاہنا، کرنا، لیکن ایک خوشبودار گھانس کا ایک حصہ جو میں چھوڑ کر جارہا ہوں وہ چاہے خشک ہوجائے اس کو باہر نہ کرنا، جب پہاڑ کی چوٹی پر بہار آئی، تو پہاڑ ومیدان سب سرسبز ہوگئے، بہت سی تازہ اور خوشبودار گھانس پیدا ہوگئی جو اس پرانی گھانس سے زیادہ تر وتازہ تھی، اس میں سے بہت سی گھانس اور پھول اس محل میں آئے جن کی خوشبو نے سارے محل کو معطر کردیا اور ان کے سامنے اس پرانی سوکھی ہوئی گھانس کی خوشبو دب گئی، لڑکے نے سوچا کہ میرے والد نے یہ پرانی گھانس اس محل میں اس لئے رکھی تھی کہ اس کی خوشبو پھیلے اور یہ جگہ اس سے معطر ہو، اب یہ سوکھی گھاس کس کام آئے گی، اس نے حکم دیا کہ اس گھاس کو باہر پھینک دیا جائے، جس وقت محل اس گھاس سے خالی ہوگیا ایک کالے سانپ نے سوراخ سے سر نکالا اور لڑکے کو ڈس لیا اور اس کا کام تمام ہوگیا، سب اس کا یہ تھا کہ اس گھاس کے دو فائدے تھے، ایک یہ کہ وہ خوشبودے، اور دوسرے اس میں یہ خاصیت تھی کہ وہ جہاں ہوتی ہے سانپ اس کے قریب نہیں جاسکتا، گویا وہ سانپ کا تریاق تھی یہ خاصیت کسی کو معلوم نہیں تھی، لڑکے کو اپنی ذہانت پر ناز تھا وہ سمجھا کہ جو اس کی معلومات کے دائرہ میں ہو گویا کہ قدرت خداوندی کے خزانہ میں موجود نہیں ہے اسکو اس آیت کا مفہوم نہیں معلوم تھا: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ وہ اپنی ذہانت کے غرہ میں مارا گیا۔

اسی طرح یہ صاحب کشف وکرامت گروہ اس مغالطہ کا شکار ہوا کہ شریعت کا جو راز ہم پر منکشف ہوگیا اور اس کی جتنی حکمت انہوں نے سمجھی، اسکے علاوہ نہ کوئی راز ہے اور نہ کوئی حکمت، حالانکہ یہ ایک بڑی زبردست غلطی ہے، جو اس راہ کے سالکین کو کبھی کبھی پیش آتی ہے، اور بہت سے لوگ اس کا شکار ہوکر ہلاک ہوچکے ہیں، ان لوگوں نے راہ شریعت کا ایک ہی مقصود سمجھا، اور یہ نہیں سمجھے کہ اس میں دوسرے اسرار بھی ہیں، انہوں نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ اگر دوسری حکمتیں نہ ہوتیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی نمازوں کی کیا ضرورت تھی جس سے پائے مبارک میں ورم آجاتا تھا، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ امت پر واجب ہے، پیغمبر پر نہیں۔ (مکتوب، ہفت دہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعمیر حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

اشاعت کا ۳۲ واں سال

جلد نمبر ۳۲ | ۱۰ ستمبر ۲۰۰۵ء مطابق ۲ شعبان ۱۴۲۶ھ | شمارہ نمبر ۲۰

زیر سرپرستی:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نگران خصوصی:

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی

(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

پروفیسر وصی احمد صدیقی

(معتمد مال، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام: مولانا شمس الحق ندوی

رئیس التحریر: امین الدین شجاع الدین

معاون: ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

معاون: محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا نذر الحفیظ ندوی ☆ مولانا عبداللہ حسنی ندوی

☆ مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

زرتعاون

سالانہ ۱۵۰/ ——— فی شمارہ ۷/

ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ۳۵۰/ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayaat

Post Box No.93, Tagore Marg, Badshah Bagh Lucknow-226007

فون (دفتر) 2787250(Ext) 18 مہمان خانہ 2740151 (0522)

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مضامین ومندرجات سے متعلق سارے امور میں رئیس التحریر سے خط وکتابت کی جائے اور انتظامی امور میں مدیر عام سے رجوع کریں۔

آپ کے پتہ کے کنارے سرخ لائن لگی ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہوچکا ہے۔ لہذا جلد ہی زرتعاون ارسال کریں ورنہ آئندہ کوئی پرچہ نہیں بھیجا جائے گا۔ منیجر تعمیر حیات

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پارکھ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، نیگور مارگ، لکھنؤ میں طبع کرکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات نیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

رئیس التحریر کی میز سے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے..... امین شجاع ۲

اداریہ

ہماری دفاعی حکمت عملی کیا ہو؟ جناب مولانا واضح رشید ندوی ۳

مضامین ومقالات

فقہ کی مختصر تاریخ علامہ شبلی نعمانی ۶

اپنی جنت پکی کرنا کافی نہیں پروفیسر آل احمد سرور ۸

اسلام میں عورت کی عظمت واہمیت جناب مولانا پارکھ صاحب ۹

مولانا حبیب الرحمن صاحب نعمانی مرحوم ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی ۱۱

الوداعی جلسہ سے حضرت ناظم صاحب کا خطاب مولوی فرمان نیپالی ۱۳

دل سلامت تو سارا جسم صحیح سلامت مولوی رشید احمد ندوی ۱۵

خدمت قرآن اور ابنائے ندوہ مولوی طارق ایوبی ۱۷

نگری نگری پھرا مسافر ڈاکٹر مجیبی، جدہ ۳۰

متفرقات

فقہی سوال وجواب مفتی محمد طارق ندوی ۱۹

اخبار وافکار جناب نیاز اعظمی ۲۱

ندوہ کے لیل ونہار ڈاکٹر معید اشرف ندوی ۲۲

نئی کتابیں نئے رسائل مولوی محمود حسن حسنی ۲۵

حضرت ناظم صاحب کے اسفار

روداد سفر الہ آباد مولوی اعظم ندوی ۲۳

روداد سفر اورنگ آباد جناب منظر سبحانی ۲۸

روداد سفر جلگاؤں ڈاکٹر مقبول ندوی ۲۷

اخری صفحہ

احمد دیدات مرحوم امین شجاع ۳۲

رئیس التحریر کی میز سے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں

امین الدین شجاع الدین

شرعی پنچایتوں اور نظام دارالقضاء کو عدالت کے متوازی قرار دینے نیز مسلم خواتین کے ساتھ ہمدردی کے نام پر سپریم کورٹ میں مفاد عامہ کی ایک عرضی داخل کئے جانے اور اس کی بنیاد پر مختلف اداروں کو عدالت کی جانب سے نوٹس جاری کرنے کی اطلاعات سے باخبر قارئین بخوبی واقف ہونگے، مسئلہ جب عدالت میں ہو تو اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنے کی نہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ گنجائش اس لئے کہ عدالت کا احترام پیش نظر ہے اور رہنا چاہئے، البتہ جہاں تک مفاد عامہ کی عرضی کا سوال ہے تو ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ملک وقوم کے سامنے کتنے سارے ایسے مسائل ہیں جو ہماری اخلاقی قدروں، ہماری مذہبی تقدیس وروایات کو نہ صرف مجروح کررہے ہیں بلکہ وہ سب اس قدر پامال ہوئی جارہی ہیں کہ سیتا وساوتری کے دیش باسیوں، نانک وچشتی کے نام لیواؤں اور گوتم واشوک کی عظمت کو تسلیم کرنے والوں کے سر اس وقت شرم سے جھک جاتے ہیں جب وہ اکثر وبیشتر گاندھی وآزاد کی دھرتی پر ایسے بدنما واقعات کو رونما ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور جو چیخ چیخ کر پکار رہے ہوتے ہیں کہ یہاں کا انسان جب گراوٹ پر اترتا ہے تو جانوروں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ عوام کا حافظہ ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا کہ وہ تندور والے سانحہ کو فراموش کرجائے، ستی کے واقعات اس کے ذہن سے محو ہوجائیں، مدھومیتا کیس کی تلخی کو فراموش کردے۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا جب جہیز وتلک کی بھینٹ چڑھنے والی بے گناہ عورتوں پر ظلم وستم کے واقعات ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ان زخموں کو ہرا نہ کرتے ہوں، چند ہی برسوں پہلے پیش آنے والے گجرات فسادات کے مسلم کش رقص ابلیس کا تصور آج بھی دل کو دہلا دیتا ہے آہ! کیا کچھ نہ بیتی ہوگی دیکھنے والوں پر اور کیسی قیامت ٹوٹ پڑی ہوگی امید سے رہی اس خاتون پر جس کے پیٹ کو ترشول سے چاک کیا گیا اور اس معصوم بچے کی زندگی کا چراغ نہایت سفاکی کے ساتھ اسی کی ماں کے سامنے گل کیا گیا کہ ایک ماں کی مامتا کو تو ساری دنیا بلا امتیاز مذہب وملت تسلیم کرتی ہے! دھرم کا استحصال اس دھرتی پر کتنی بار اور کتنی آسانی سے کیا گیا اور اس ملک کی سرزمین ہزار ہا ہزار بے گناہوں کے خون سے لالہ زار بنتی رہی۔ سیاست میں جرائم کی آمیزش کے مسئلہ کو جتنا ہی نے نہیں، الیکشن کمیشن اور عدالت تک نے بھی شدت کے ساتھ بار بار محسوس کیا۔ منڈل کمیشن کو لے کر کتوں کی خودکشی کے سانحے پیش آئے اور یہ احساس دلاتے رہے کہ یہاں انسانی جان سے زیادہ شاید کوئی اور ارزاں چیز نہیں۔ جہاں کی عوام کا ایک بڑا طبقہ پینے کے صاف پانی تک سے محروم ہو اور جہاں کا کسان آتم ہتیا کرنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہو، جہاں جرائم کا گراف تیزی سے بڑھ رہا ہو اور چند ایک صوبے اس میں بدنامی کی حد تک نام بھی پیدا کرچکے ہوں، جہاں خورد ونوش کی اشیاء میں ہی آمیزش اور ملاوٹ نہ ہوتی ہو بلکہ پستی کی انتہا یہ ہے کہ انسانی جان کی حفاظت کے نام پر بکنے والی دوائیاں بھی شک کے دائرے میں آچکی ہوں، جہاں ثقافت اور کلچر کے نام پر کھلے عام عریانیت اس درجہ کو پہنچ چکی ہو کہ دیواروں پر آویزاں فلمی پوسٹرز کی وجہ سے شریف انسانوں کا راستہ چلنا دوبھر ہوجائے اور نتیجہ میں نئی نسل جس اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہوتی جارہی ہو اس سے پہلو میں دل رکھنے والوں کی نیندیں حرام ہورہی ہوں۔۔۔۔۔ غرض ایک دو زخم نہیں سارا جسم چھلنی ہے ہمارے فاضل عرضی گذار کو خیال آیا بھی تو بیچاری ان شرعی پنچایتوں کا اور ان دارالقضاء کا کہ جن کے پاس نہ تو قوت نفیذ ہے اور جنکا دائرہ کار نہایت محدود ہے۔ رہی بات متوازی عدالت کی تو یہ بات یا تو ''تعبیر کی غلطی'' ہے کہ ثالث بھلا عدالت کی حیثیت اور اختیار کیوں کر اور کیسے پاسکتا ہے؟ یا تو پھر یہ حرکت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو اقلیت کو خوف وذلت کی نفسیات میں مبتلا کرنے اور اسے دفاع کے کٹہرے میں لاکھڑا کرنے کیلئے ہوتا آیا ہے۔۔۔ لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ ملت تھک تو سکتی ہے، جھک نہیں سکتی عرضی گذار کو رٹ داخل کرنا ہی تھا تو کاش وہ مذکورہ بالا حقائق کا ادراک رکھتے اور سمجھتے کہ ع اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔ اور نتیجہ میں وہ ایسی رٹ داخل کرتے جو حقیقت وواقعیت پر مبنی ہوتی، ہزاروں نہیں کروڑوں دیش باسیوں کے دلوں کی آواز دھڑکن ہوتی اور واقعی وہ ''مفاد عامہ کی رٹ'' کہلائے جانے کی مستحق قرار پاتی! لیکن یہاں تو شاید نوعیت وکیفیت کچھ ایسی ہی ہے جسے اکبر الہ آبادی بہت پہلے بیان کرچکے ۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اداریہ

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے مقابلہ میں

ہماری دفاعی حکمت عملی کیا ہو؟

(جناب مولانا) واضح رشید حسنی ندوی

امت اسلامیہ آج جس پرآشوب دور سے گذر رہی ہے، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، دنیا کے ہر خطہ میں امت اسلامیہ مختلف مسائل ومشکلات اور خطرات وچیلنجز سے دوچار ہے، اغیار اسلام اور مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے اور وسائل اختیار کررہے ہیں، دوسری طرف داخلی اختلاف وافتراق، خلفشار وانتشار، مسلکی جھگڑوں اور گروہی تصادم نے امت اسلامیہ کو کھوکھلا کردیا ہے۔

مسلمان آج زندگی کے ہر میدان میں مشکلات وخطرات کے نرغے میں ہیں، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، لسانی، سیاسی، اقتصادی اور عقیدہ کے لحاظ سے خطرات وچیلنجز کا سامنا ہے، دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے، خواہ وہ اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں، چین سے لے کر امریکہ تک بلکہ مشرق ومغرب میں مسلمان ابتلاء وآزمائش کے دور سے گذر رہے ہیں، مسلمانوں کو درپیش موجودہ صورت حال اور یہ مصیبتیں ومشکلات کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ مسلمان ماضی میں بھی دنیا کے مختلف خطوں میں بار ہا پرفتن وپرآشوب دور سے گذر چکے ہیں، وہ اگر ایک خطہ میں آزمائشوں وخطرات سے گذر رہے ہوتے تو دوسرے خطہ میں کرسیٔ اقتدار پر فائز ومتمکن ہوتے، چنانچہ کہا جاتا تھا کہ اسلام کا سورج اگر دنیا کے ایک خطہ میں جب سورج غروب ہوتا ہے تو دوسرے خطہ میں طلوع ہورہا ہوتا ہے، تاریخ میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔

ماضی میں مسلمانوں کی آزمائشیں اور مشکلات عسکری اور فوجی نوعیت کی تھیں، جن کے نتائج وعواقب محدود ہوا کرتے تھے، اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں انقلاب اور بیداری کے اسباب پیدا ہوئے، لیکن مسلمان آج جن حالات سے دوچار ہیں، وہ ماضی سے مختلف اور جداگانہ ہیں، بلکہ موجودہ حالات سامراجی عہد سے مختلف ہیں جب کہ اس سے قبل سارا عالم اسلام سامراج کے قبضہ میں تھا۔

ایک طرف صورت حال یہ ہے کہ قبولیت اسلام کی ایک لہر ہے اور اب ان علاقوں میں بھی اسلام اپنے وجود کو منوا رہا ہے جہاں ماضی میں اسلام کا کوئی نام لیوا نہ تھا، یورپ میں بلکہ خود اسپین واٹلی میں مساجد، دینی مدارس، اسلامی سنٹرز اور اداروں کا قیام ایک عام بات ہے یورپ میں متعدد سرکاری اسکولوں میں اسلامی تعلیم کی اجازت دی جارہی ہے جب کہ ماضی میں یورپ میں اس طرح کے اسلامی آثار کا وجود نہیں تھا، غیر مسلم حلقوں میں قرآن کریم کی مقبولیت روز افزوں ہے، عالمی سطح کی یونیورسٹیوں میں اسلامی مطالعہ کی کرسیاں (Chairs) قائم ہورہی ہیں، ماضی کے مقابلہ میں آج اسلام کے مطالعہ کے مواقع زیادہ میسر ہیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے جارہے ہیں بلاشبہ یہ صورت حال بڑی خوش آئند ہے، دعوتی کوششوں اور سرگرمیوں کے نتائج وثمرات بھی اچھے اور مفید برآمد ہورہے ہیں، اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کے اثرات ظاہر ہورہے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے خلاف عالمی سازشیں بھی زوروں پر ہیں، اسلامی تشخص کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے فکری، سیاسی، اقتصادی، ثقافتی، تمدنی اور فوجی ہر طرح کے وسائل وذرائع اختیار کئے جارہے ہیں، یہ عالمی سازشیں پوری امت اسلامیہ کے لئے خطرہ کا موجب ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، ذرائع ابلاغ اور وسائل نشر واشاعت کے ذریعہ سے کیا جارہا ہے، مسلم ملکوں کے نصاب تعلیم سے ان موضوعات ومضامین اور ایسے مواد کو نکالا جارہا ہے، جس سے طلبہ میں اسلامی شعور وبیداری اور اسلامی فکر وروجحان پیدا ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی احساس وشعور سے عاری کردیا جائے تاکہ وہ سازشوں کا ادراک نہ کرسکیں۔

امت اسلامیہ کے خلاف عالمی پیمانے پر جو جنگ جاری ہے وہ نفسیاتی اور شعوری جنگ ہے جو اعصابی جنگ سے زیادہ خطرناک ہے بلکہ سرد جنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہے جو سوویت یونین کے زمانہ میں مغربی یورپ اور مشرقی یورپ کے درمیان جاری تھی، اسلام مخالف طاقتیں فکر وفن اور ادب وشعر وآرٹ کی راہ سے اسلام کو ایسی شکل میں پیش کرنا چاہتی ہیں جو ان کے تصور اور نظریہ کے مطابق ہو۔ نئی تحقیقات اور رپورٹوں کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

دشمنان اسلام نے اسلام اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے نئی پالیسی بنائی ہے یہ پالیسی ادب ولٹریچر، سم وفن، شعروشاعری، طنز ومزاح، لطائف اور چٹکلوں وکارٹونوں اور دیگر تفریحی وسائل وذرائع کے ذریعہ اسلام پر حملہ کرنے کی ہے، یو-ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ میگزین کے مطابق امریکہ کی یہ نئی پالیسی سرد جنگ سے بھی زیادہ خطرناک اور جارحانہ ہے مذکورہ میگزین نے ''فکر، ذہن اور ڈالر'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ امریکی انتظامیہ عالم اسلام پر اثر انداز ہونے کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کررہی ہے اور ان ذرائع نشرواشاعت، تحقیقی اداروں اور ریسرچ سینٹروں کو سرمایہ فراہم کررہی ہے جو اسلام اور مسلمان کی تصویر مسخ کرکے پیش کرتے ہیں اس نئی جنگ کا نام ''جنرل ڈپلومیسی'' رکھا گیا ہے۔

بیرونی حملہ کے ساتھ ساتھ مسلمان داخلی طور پر بھی ایسے وقت میں باہمی اختلافات وانتشار کا شکار ہیں جب کہ انہیں اتحاد واتفاق کی ضرورت ہے، یہ بھی دشمنوں کی سازش کا ایک حصہ ہے کہ مسلمانوں کو باہم لڑا کر ان کی طاقت وقوت منتشر اور کمزور کردی جائے اور وہ دشمنوں کی سازشوں اور مکاریوں سے غافل وبے خبر رہیں، آج پاکستان، الجزائر، افغانستان، عراق اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو کچھ ہورہا ہے وہ اس کا ثبوت ہے۔ جہاں مسلمانوں کو مسلکی بنیاد پر اقتصادی اور طبقاتی اور خاندانی اور فکری بنیاد پر اختلافات اور کشمکش میں الجھایا جارہا ہے۔

مسلمان جن خطرات سے دوچار ہیں ان میں وہ فکری وثقافتی یلغار بھی ہے جو موجودہ دور میں اصلاح پسند اور آزادانہ خیالات وافکار کے حامل مسلم مفکرین ودانشور اور محققین اور نام نہاد دانشور کررہے ہیں، ماضی میں یہ فکری وثقافتی یلغار یورپین مفکرین ومستشرقین کررہے تھے جن کا دائرۂ اثر معلوم ومحدود تھا، اس سے موجودہ فکری وتہذیبی یلغار زیادہ خطرناک ہے، آزادانہ خیالات کے حامل مسلم مفکرین بھولے بھالے، سیدھے سادے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں اور ان کے دلوں میں اسلامی تعلیمات واحکام کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کردیتے ہیں، ان کا لٹریچر عربی، فارسی، اردو اور مسلمانوں میں رائج مختلف زبانوں میں شائع ہورہا ہے، اور بیرونی طاقتیں اور مسلم حکومتیں ان کی سرپرستی کررہی ہیں اور اس طرح وہ مسلم حلقوں میں عام کیا جارہا ہے، انہیں اسلام مخالف طاقتیں ہر طرح کا تعاون بہم پہنچارہی ہیں، دوسری طرف جو افراد ان خطرات کا مقابلہ کرسکتے ہیں وہ یا تو قید وبند کا شکار ہیں یا حقیقت اور صحیح صورتحال سے واقف نہ ہونے کی بنا پر خاموش ہیں، یا گوشہ نشینی کو ترجیح دیتے ہیں یا وہ قدیم تاریخ کے مسائل وامور میں الجھے ہوئے ہیں، جن کی وجہ سے ان کو نئے نئے چیلنجز اور خطرات پر اور ان مسائل پر توجہ دینے کا موقع ہی نہیں ملتا، جن پر امت اسلامیہ کے وجود کا دارومدار ہے۔

عیسائی مشنریوں نے کئی اسلامی ملکوں میں خاص طور سے اسلامی ملکوں میں عیسائی مشنری کے مختلف تعلیمی، ثقافتی اور رفاہی ادارے اور نٹ ورک (Net-work) کام کررہے ہیں، عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں ان ملکوں میں شباب پر ہیں، جو جنگوں سے نڈھال ہوچکے ہیں یا طبقاتی کشمکش، معاشی واقتصادی پریشانیوں سے دوچار ہیں، بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں پہلے چرچ وغیرہ کا وجود نہیں تھا، اب وہاں عیسائی عبادت گاہیں اور چرچ قائم ہوچکے ہیں مثال کے طور پر عراق، افغانستان اور موریطانیہ وہ ممالک ہیں جہاں پہلے چرچ کا وجود نہیں تھا، لیکن اب جگہ جگہ چرچ نظر آنے لگے ہیں اور مسلمان ملکوں میں عیسائی آبادی کا تناسب بڑھانے کے لئے زبردست کوششیں ہورہی ہیں، عیسائی مشنریوں کو یورپین ملکوں کا بھرپور تعاون وحمایت اور سرپرستی حاصل ہے، عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں بھی ایک بڑا خطرہ ہیں اس کا مقابلہ صرف دعوت اسلامی کی کوششوں سے کیا جاسکتا ہے اس کے لئے شعور عام کرنے کی ضرورت ہے اور جدید وسائل اختیار کرتے ہوئے تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کے کاز کو فعال اور مؤثر بنانا ضروری ہے۔

آج مسلمانوں کو ہر موقع پر مجرم گردانا جارہا ہے ان کو دہشت گرد، انتہا پسند، امن دشمن کہا جارہا ہے، دنیا کے کسی بھی حصہ میں پیش آنے والے دہشت گردی کے واقعہ کو آسانی کے ساتھ مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایسی صورت حال پیدا کردی گئی ہے کہ ہر جگہ مسلمان مشتبہ سمجھا جاتا ہے، لوگ اس سے خوف وڈر محسوس کرتے ہیں، لندن سے شائع ہونے والا مجلہ ''اکنامسٹ'' (The Economist) نے لکھا ہے کہ ''ہمارے لئے ۔۔۔ سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ دشمن ہماری صفوں میں در آیا ہے، خارجی دشمن کا مقابلہ کرنا تو آسان ہے، لیکن اندر چھپے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرنا دشوار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنے پڑوسیوں کے لئے خطرہ ہیں، اس وجہ سے مسلمانوں کے درمیان رہنے والوں کو ان سے ڈرتے اور ہوشیار وچوکنا رہنا چاہیے''۔

مسلمانوں کے تعلق سے یہ سلبی ومنفی تصور میڈیا کی دین ہے، ایک مشہور ہندوستانی انگریزی اخبار کے ایک کالم نگار نے لکھا ہے کہ ''صرف اور صرف اسلام ہی دہشت گردی کا سرچشمہ ومنبع ہے''، یہ موجودہ صورت حال جنگ سے زیادہ خطرناک ہے۔

موجودہ حالات کا مقابلہ اور اصلاح کے لئے سنجیدہ، مثبت اور ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے، ابھی حال ہی میں بین الاقوامی فورم اقوام متحدہ کے اسٹیج سے بدگمانی، غلط فہمی خوف ودہشت اور شک وشبہ کے ماحول کو ختم کرنے کے لئے ایک مہم کا آغاز کیا گیا ہے جس کی کمان ترکی وزیر اعظم رجب طیب اردوگان اور اسپین کے وزیر اعظم کے سپرد کی گئی ہے، اس مہم کا مقصد، مسلمانوں کے تعلق سے جو سلبی ومنفی تصور اور رائے قائم کی جارہی ہے، اس کا ازالہ بتایا گیا ہے، یہ ایک مثبت کوشش ہے۔ لیکن عالمی طاقتیں جانب دارانہ کارروائیاں کررہی ہیں بلکہ موجودہ سپر پاور کی تمام تر کارروائیوں کا ہدف اسلام اور مسلمان ہیں جب کہ دنیا کے مختلف خطوں میں جو دہشت گرد اور انتہا پسند تنظیمیں اور ادارے پھیلے ہوئے ہیں ان سے سپر پاور نہ صرف یہ کہ صرف نظر کرتا ہے بلکہ ان کی سرپرستی کرتا ہے اسی طرح عالمی میڈیا اور ذرائع نشرواشاعت مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت پیدا کرنے والا لٹریچر شائع کررہے ہیں، اور مسلم دشمنی پر مبنی کتابیں اور مضامین شائع کئے جارہے ہیں۔ اگر یہ معاندانہ رویہ ترک نہیں کیا گیا اور اس کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی تو اس سمت میں بظاہر مثبت دکھائی دینے والا اٹھایا گیا کوئی قدم ایک سراب ثابت ہوگا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی اعتماد اور مفاہمت پیدا کرنے کے لئے کوششیں کی جائیں، اس سلسلے میں ادباء، مفکرین، دانشور اور صحافی اور میڈیا سے وابستہ افراد اچھا رول اور کردار ادا کرسکتے ہیں، اس کے لئے تعمیری ومثبت اور منصفانہ ذہنیت کے حامل میڈیا کی ضرورت ہے، اس سلسلے میں مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ مجرم گردانے جارہے ہیں چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ علم وفن کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ اور جامع مذاکرات، مثبت ڈائلاگ اور شخصی وانفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ غلط فہمیوں کو دور کریں، اور اسلامی تعلیمات کی صحیح تصویر پیش کریں، اسی کے ساتھ ساتھ مخالفانہ ومعاندانہ کارروائیوں پر ردعمل کے اظہار سے گریز کریں، اور اشتعال انگیزی کا جواب اشتعال انگیزی سے نہ دیں کیونکہ یہ طریقہ حالات کو مزید ابتر بنادے گا۔ ان کو اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے علمی فنی، ثقافتی اور اجتماعی کوششیں کرنی چاہئیں اور مخالفانہ حلقوں تک رسائی اور تفہیم کے لئے مواقع تلاش کرنے چاہئیں۔

موجودہ صورت حال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان ہوشمندی، دانشمندی، اور صحیح فہم وفراست کا ثبوت دیتے ہوئے حالات کا جائزہ لیں، اور سازشوں اور خطرات سے باخبر رہیں، اور چیلنجوں اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے حکمت عملی پر مبنی مناسب اور صحیح حکمت عملی اپنائیں اور فکر وفن، زبان وادب، تہذیب وثقافت اور تفریحی پروگراموں کے راستہ سے جو حملے ہورہے ہیں ان ہی ذرائع سے اس کا مقابلہ کیا جائے، کیونکہ مدافعت کی حکمت یہی ہے کہ وہ ہتھیار اختیار کیا جائے جو دشمن اختیار کرتا ہو، فرمان الٰہی ہے: ﴿وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة، ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم﴾ (انفال:۶۰) دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين﴾ (آل عمران:۵۴) ﴿يخدعون الله وهو خادعهم﴾ (النساء:۱۴۲) ایک دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے ﴿وقد مكروا مكرهم وعند الله مكرهم وان كان مكرهم لتزول منه الجبال، فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزيز ذو انتقام﴾۔ (سورہ حجر:۴۶-۴۷)

ان آیات کی روشنی میں ضروری ہے کہ ان ذرائع ووسائل نیز اس حکمت عملی سے واقفیت پیدا کی جائے جو دشمن اختیار کرتا ہے، مسلمانوں کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ موجودہ دور کے خطرات اور چیلنجز کے لئے ایسے وسائل اختیار کرتے ہیں جن کا زمانہ ختم ہوچکا ہے اور جو آؤٹ آف ڈیٹ ہوچکے ہیں، جب مسلمان نئے چیلنجوں اور خطرات کی حقیقت ونوعیت سے واقف ہوجائیں گے اور اس کے لئے صحیح اور مناسب وسائل اختیار کریں گے تو کامیاب وکامران ہونگے اور تمام خطرات وچیلنجوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔ (بشکریہ: محمد وثیق ندوی)

قدمکرر

فقہ کی مختصر تاریخ

از: علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

فقہ کی تاریخ پر شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک نہایت عمدہ مضمون لکھا ہے، جس کا التقاط ہمارے لئے کافی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احکام کی قسمیں نہیں پیدا ہوئی تھیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے سامنے وضو فرماتے تھے اور کچھ نہ بتاتے تھے کہ یہ رکن ہے یہ واجب ہے یہ مستحب ہے۔ صحابہؓ آپ کو دیکھ کر اسی طرح وضو کرتے تھے۔ نماز کا بھی یہی حال تھا، یعنی صحابہؓ عرض وواجب وغیرہ کی تفصیل وتدقیق نہیں کیا کرتے تھے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، خود بھی پڑھ لی، ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ "میں نے کسی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ سے بہتر نہیں دیکھا، لیکن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں تیرہ مسئلوں سے زیادہ نہیں پوچھے۔ جو سب کے سب قرآن میں کو موجود ہیں"۔ البتہ جو واقعات غیر معمولی طور سے پیش آتے تھے ان میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتا کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا کہ لوگوں نے کوئی کام کیا اور آپؐ نے اس پر تحسین کی یا اس سے نارضامندی ظاہر کی۔ اس قسم کے فتاوے اکثر عام مجمعوں میں ہوتے تھے۔ اور لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو محفوظ رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتوحات کو نہایت وسعت ہوئی اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ واقعات اس کثرت سے پیش آئے کہ اجتہاد واستنباط کی ضرورت پڑی اور اجمالی احکام کی تفصیل پر متوجہ ہونا پڑا۔ مثلاً کسی شخص نے غلطی سے نماز میں کوئی عمل ترک کر دیا۔ اب بحث یہ پیش آئی کہ "نماز ہوئی یا نہیں"؟ اس بحث کے پیدا ہونے کے ساتھ یہ تو ممکن نہ تھا کہ نماز میں جس قدر اعمال تھے سب کو فرض کہہ دیا جاتا۔ صحابہؓ کو تفریق کرنی پڑی کہ نماز میں کتنے ارکان فرض وواجب ہیں کتنے مسنون اور مستحب۔ اس تفریق کے لئے جو اصول قرار دیئے جاسکتے تھے ان پر تمام صحابہؓ کی رایوں کا متفق ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لئے مسائل میں اختلاف آرا ہوا اور اکثر مسئلوں میں صحابہؓ کی مختلف رائیں قائم ہوئیں۔ بہت سے ایسے واقعات پیش آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کا عین واثر بھی پایا نہیں گیا تھا۔ صحابہؓ کو ان صورتوں میں استنباط، تفریع، حمل النظیر علی النظیر، قیاس سے کام لینا پڑا۔ ان اصول کے طریقے یکساں نہ تھے اس لئے ضروری اختلاف پیدا ہوئے۔ غرض صحابہؓ ہی کے زمانہ میں احکام اور مسائل کا ایک دفتر بن گیا اور جدا جدا طریقے قائم ہوگئے۔

مجتہدین صحابہؓ

صحابہؓ میں سے جن لوگوں نے استنباط واجتہاد سے کام لیا اور مجتہد یا فقیہ کہلائے ان میں سے چار بزرگ نہایت ممتاز تھے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علیؓ وحضرت عبداللہ بن مسعود زیادہ تر کوفہ میں رہے اور وہیں ان کے مسائل واحکام کی زیادہ ترویج ہوئی۔

اس تعلق سے کوفہ فقہ کا دارالعلوم بن گیا۔ جس طرح کہ حضرت عمرؓ وعبداللہ بن عباسؓ کے تعلق سے حرمین کو دارالعلوم کا لقب حاصل ہوا تھا۔

حضرت علیؓ

حضرت علیؓ بچپن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں پلے تھے۔ اور جس قدر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے مطلع ہونے کا موقع ملا تھا کسی کو نہیں ملا تھا۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ اور صحابہؓ کی نسبت کثیر الروایۃ کیوں ہیں؟ فرمایا کہ "میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرتا تھا تو بتاتے تھے اور چپ رہتا تھا تو خود ابتدا کرتے تھے"۔ اس کے ساتھ ذہانت، قوت استنباط، ملکہ استخراج ایسا بڑھا ہوا تھا کہ عموماً صحابہؓ اعتراف کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا عام قول تھا کہ "خدا نہ کرے کوئی مسئلہ آن پڑے اور علیؓ موجود نہ ہوں"۔ عبداللہ بن عباسؓ خود مجتہد تھے مگر کہا کرتے تھے کہ "جب ہم کو علیؓ کا فتویٰ مل جائے تو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

عبداللہ بن مسعودؓ بھی حدیث وفقہ دونوں میں کامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جس قدر جلوت اور خلوت میں وہ ہمدم و ہم راز رہے تھے اور ان کے طور وطریقے کے اس قدر قدم بہ قدم چلتے تھے کہ لوگوں کا قول تھا کہ "جس نے علقمہ کو دیکھ لیا اس نے عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھ لیا"۔ خود عبداللہ بن مسعود کا قول تھا کہ "جس قدر علقمہ کی معلومات ہیں میری معلومات اس سے زیادہ نہیں ہیں" اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ صحابہؓ ان سے مسائل دریافت کرنے آتے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں میں اگر کوئی علقمہ کا ہم سر تھا تو اسود تھے۔

ابراہیم نخعی

علقمہ واسود کے انتقال کے بعد ابراہیم نخعی مسند نشین ہوئے، اور فقہ کو بہت کچھ وسعت دی، یہاں تک کہ ان کو فقیہ العراق کا لقب ملا، علم حدیث میں ان کا یہ پایہ تھا کہ صیرفی الحدیث کہلاتے تھے، علامہ شعبیؒ جو علامۃ التابعین کے لقب سے ممتاز ہیں ان کی وفات کے وقت کہا کہ ابراہیم نخعی نے کسی کو نہیں چھوڑا جو ان سے زیادہ عالم اور فقیہ ہو، اس پر ایک شخص نے تعجب سے پوچھا کہ کیا حسن بصری اور ابن سیرین بھی؟ شعبی نے کہا حسن بصری اور ابن سیرین پر کیا ختم ہے بصرہ، کوفہ، شام، حجاز میں کوئی شخص ان سے زیادہ عالم نہیں رہا۔

ابراہیم نخعی کے عہد میں مسائل فقہ کا ایک مختصر مجموعہ تیار ہوگیا تھا، جس کا ماخذ حدیث نبوی اور حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ تھے، یہ مجموعہ گو مرتب طور پر قلم بند نہیں کیا گیا لیکن ان کے شاگردوں کو اس کے مسائل زبانی یاد تھے، سب سے زیادہ یہ مجموعہ حماد کے پاس جمع تھا، جو ابراہیم کے تلامذہ میں نہایت ممتاز تھے، چنانچہ ان کے مرنے کے بعد فقہ کی مسند خلافت بھی انہیں کو ملی حماد نے گو فقہ کو چنداں ترقی نہیں دی لیکن وہ ابراہیم کے مجموعہ کے التزام سے رہے اور ان کے طور وطریقے کے اس قدر قدم بہ قدم چلتے تھے کہ لوگوں کا قول تھا کہ "جس نے علقمہ کو دیکھ لیا اس نے عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھ لیا"۔ خود عبداللہ بن مسعود کا قول تھا کہ "جس قدر علقمہ کی معلومات ہیں میری معلومات اس سے زیادہ نہیں ہیں" اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ صحابہؓ ان سے مسائل دریافت کرنے آتے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں میں اگر کوئی علقمہ کا ہم سر تھا تو اسود تھے۔

ابراہیم نخعی

علقمہ واسود کے انتقال کے بعد ابراہیم نخعی مسند نشین ہوئے، اور فقہ کو بہت کچھ وسعت دی، یہاں تک کہ ان کو فقیہ العراق کا لقب ملا، علم حدیث میں ان کا یہ پایہ تھا کہ صیرفی الحدیث کہلاتے تھے، علامہ شعبیؒ جو علامۃ التابعین کے لقب سے ممتاز ہیں ان کی وفات کے وقت کہا کہ ابراہیم نخعی نے کسی کو نہیں چھوڑا جو ان سے زیادہ عالم اور فقیہ ہو، اس پر ایک شخص نے تعجب سے پوچھا کہ کیا حسن بصری اور ابن سیرین بھی؟ شعبی نے کہا حسن بصری اور ابن سیرین پر کیا ختم ہے بصرہ، کوفہ، شام، حجاز میں کوئی شخص ان سے زیادہ عالم نہیں رہا۔

ابراہیم نخعی کے عہد میں مسائل فقہ کا ایک مختصر مجموعہ تیار ہوگیا تھا، جس کا ماخذ حدیث نبوی اور حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ تھے، یہ مجموعہ گو مرتب طور پر قلم بند نہیں کیا گیا لیکن ان کے شاگردوں کو اس کے مسائل زبانی یاد تھے، سب سے زیادہ یہ مجموعہ حماد کے پاس جمع تھا، جو ابراہیم کے تلامذہ میں نہایت ممتاز تھے، چنانچہ ان کے مرنے کے بعد فقہ کی مسند خلافت بھی انہیں کو ملی حماد نے گو فقہ کو چنداں ترقی نہیں دی لیکن وہ ابراہیم کے مجموعہ

علقمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ، عثمانؓ، عائشہؓ، حذیفہؓ، سعدؓ، خالد بن الولیدؓ، خبابؓ اور بہت سے صحابہؓ سے حدیثیں روایت کیں، خاص کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صحبت میں اس

امام ابوحنیفہ کو فقہ کی تدوین کا خیال کیوں کر پیدا ہوا؟

تاریخ سے اس بات کا پتہ لگانا مشکل ہے کہ امام ابوحنیفہ کو خاص کس وجہ سے فقہ کی تدوین کا خیال پیدا ہوا، قلائد عقد العقیان کے مصنف نے کتابا نموذج القتال سے اس کا ایک قصہ نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ دو شخص حمام میں نہانے گئے اور حمامی کے پاس کچھ امانت رکھتے گئے ایک ان میں سے نہا کر نکلا اور حمامی سے امانت طلب کی اس نے دے دی، یہ لے کر چلتا ہوا دوسرا حمام سے باہر آیا اور امانت مانگی تو اس نے عذر کیا کہ میں نے تمہارے شریک کو حوالے کر دی، اس نے عدالت میں استغاثہ کیا، قاضی صاحب نے حمامی کو ملزم ٹھہرایا کہ جب دونوں نے مل کر تیرے پاس امانت رکھی تھی تو تجھ کو ضرور تھا کہ دونوں کی موجودگی میں واپس کرتا، حمامی گھبرایا ہوا امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور امام صاحب نے کہا تم جا کر اس شخص سے کہو

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

فقہ کے بہت بڑے حافظ تھے حماد نے ۱۲۰ھ میں قضا کی اور لوگوں نے ان کی جگہ امام ابوحنیفہ کو فقہ کی مسند پر بٹھایا۔

امام صاحب کے زمانہ تک اگرچہ فقہ کے معتد بہ مسائل مدون ہو چکے تھے لیکن اولاً تو یہ تدوین صرف زبانی روایت تھی دوسرے جو کچھ تھا فن حدیث کی حیثیت سے نہ تھا نہ استنباط واستدلال کے قواعد قرار پائے تھے، نہ احکام کی تفریع کے اصول منضبط تھے نہ حدیثوں میں امتیاز مراتب تھا، نہ قیاس اور شبہ الظیر علی النظیر کے قاعدے مقرر تھے، مختصر یہ کہ فقہ جزئیات مسائل کا نام تھا اور اس کو قانون کے رتبہ تک پہنچانے کے لئے بہت سے زیئے باقی تھے۔

اپنی جنت پکی کرنا کافی نہیں

پروفیسر آل احمد سرور مرحوم

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے یہ الفاظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

''شریفانہ انسانی زندگی گذارنے کا بنیادی حق، خدا ترسی، انسان دوستی ضبط نفس کی ہمت وصلاحیت، ذاتی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت، انسانیت کا احترام، انسانی جان و مال، عزت وآبرو کے تحفظ کا جذبہ حقوق کے مطالبہ پر ادائے فرض کو ترجیح، مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت وحفاظت اور ظالموں اور طاقتوروں سے پنجہ آزمائی کا حوصلہ، ان انسانوں سے جو دولت و وجاہت کے سوا کوئی جوہر نہیں رکھتے، عدم مرعوبیت و بے خوفی ہر موقع پر اور خود اپنی قوم اور جماعت کے مقابلے میں کلمۂ حق کہنے کی جرأت، اپنے اور پرائے کے معاملے میں انصاف اور ترازو کی تول، کسی دانا و بینا طاقت کی نگرانی کا یقین اور اس کے سامنے جواب دہی اور حساب کا کھٹکا، یہی صحیح خوش گوار و بے خطر اور کامیاب زندگی گذارنے کی بنیادی شرطیں اور ایک اچھے اور خوش اسلوب معاشرے، اور ایک طاقتور و محفوظ و باعزت ملک کی حقیقی ضرورتیں اور اس کے تحفظ کی ضمانتیں ہیں، اس کی تعلیم اور اس کے لئے مناسب ماحول مہیا کرنا دانش گاہوں کی پہلی ذمہ داری ہے''۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم سب وقتی سیاست کے فریب میں گرفتار ہیں، حقیقی سیاست کا کوئی شعور نہیں رکھتے ہم لمحے کی مسرت کے لئے جیتے ہیں، وقت کا عرفان ہمارے بس کا نہیں، سستی سیاست اور اقتدار کی ہوس، خواہش زر اور ذاتی مفاد کی فکر نے ہمیں گمراہ کر دیا ہے، ہم میں سوچنے اور غور وفکر کرنے کی صلاحیت کم ہوگئی ہے، ہم آنکھ بند کر کے ہر تیز رو کے ساتھ ہو لیتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قانون قدرت کو سمجھیں، تسلسل اور تغیر دونوں کے رمز آشنا ہوں، اپنی بنیادوں کا احساس رکھیں اپنے تشخص کو اپنا حصار نہ بنائیں، بلکہ اس کے ذریعہ سے انسانیت کے کارواں میں اپنا رول ادا کریں، اپنی جنت پکی کرنا کافی نہیں ہے، اس خطۂ ارض کو جنت بنانے کا سوال ہے یہ کام آسان نہیں، مگر کرنے کا ہے۔

اسلام میں عورت کی عظمت واہمیت

(دوسری اور آخری قسط)

جناب مولانا عبدالکریم صاحب پاریکھ، ناگپور

کیا عورت پیدائشی بوجھ ہے؟

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عصمت وعفت کا اتنا انتظام فرمایا کہ عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنے والوں کی خبر لی گئی ہے، عورت پر کوئی ناروا الزام لگانے والے کو سربازار کوڑے لگا کر اس کی پیٹھ ادھیڑ دی گئی، لیکن یاد رکھئے یہ مقام عورت کو اسی سوسائٹی میں حاصل ہوگا جو اسلام پر عمل کرتی ہو وہ بھی حقیقی اسلام پر رسمی اور رواجی اسلام پر نہیں، رسم ورواج کی بھینٹ چڑھنے والی سوسائٹی میں لڑکی پیدائش ہی سے بوجھ ہے، نکاح کے بعد ماں باپ کو مقروض چھوڑتی ہے، شوہر کے مطالبہ جہیز و تلک، باجے اور بارات، جوڑے اور جلوس کی ہوس اگر باپ نے پوری نہیں کی تو شوہر کی نگاہ سے بھی گر گئی، ساس کے طعنے سنتے سنتے تنگ آگئی، نیا گھر اب اسے کھلنے لگا کسی کے حملے کا جواب بھی نہیں دے سکتی زبان کھولے تو زندہ درگور کر دی جاتی ہے۔

کچھ کہو تو اپنے ہی قاتل بنو
چپ رہو تو روح پر خنجر چلے

ذرا زبان کھلی اور نوبت طلاق کی آئی قصہ ختم نہ ہوا بلکہ ماں باپ اور بھائیوں کیلئے مصیبت بن کر پھر اسی جگہ واپس آگئی جہاں پیدا ہوئی تھی۔

رسم ورواج کی ڈوریاں

عورت پر یہ مصیبت اسلام کی ڈالی ہوئی نہیں بلکہ مسلمانوں کی دینی غفلت اور احکامات شرعی سے ان کی لاپروائی کے سبب ملت کی بیٹیوں کو اپنے مقام سے گرانا ہوتا ہے عورت کو اس مصیبت میں ڈالنے والو! اپنی بہن بیٹیوں پر قیاس کر کے سوچو کہ اگر دوسرے ہمارے یہاں کھلی آنکھ سے اس کا یہ مرتبہ دیکھ لیں تو ''دارالسلام'' میں داخلہ کیلئے لائنیں لگ جائیں اور تم ہو کہ رسومات و جاہلیت کے پھندے میں خود بھی پھنسے اور عورت کو بھی بلاوجہ یہاں باندھ دیا، کہ اسلام کے عطا کردہ بلند مقام میں عورت کا دھندلا سا ڈھانچہ ہی دکھائی دیتا ہے اور اس کے بھی ارد گرد کٹری کے جالوں کی طرح رسم ورواج کی ڈوریوں میں عورت کا اصل مقام کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔

تاریخ کا بدنما داغ

محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل انسانی معاشرہ میں عورت کا جو مقام تھا اس کا بھی جی نہ چاہتے ہوئے تھوڑا تذکرہ کئے دیتے ہیں، یہ بدنما داغ انسان کی پیشانی سے کبھی دھویا نہ جاسکے گا کہ جاہلیت میں مرد نے اسی گود کو بے عظمت و بے قیمت کیا جس میں خود پرورش پا کر آدمی بنا، تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ قریب قریب تمام اقوام عالم میں عورت کے ساتھ وحشیانہ سلوک کی داستانیں فقط کہانیاں نہیں بلکہ عین حقائق تھے۔

یونانیوں نے کہا کہ سانپ کا ڈسا بچ سکتا ہے عورت کا ڈنک ہلاکت ابدی کا سبب ہے، یوحنا کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ عورت شر وفساد کی بنی ہے، قدیس برنا رکا یہ قول بتایا گیا ہے کہ عورت شیطان کی ایجنٹ ہے، سقراط کو تاریخ یہ کہتے ہوئے بتاتی ہے کہ جتنے ذلیل مرد ہیں وہ تمام کے تمام نتائج کے عالم میں عورت بن جاتے ہیں۔

قدلس جان ڈسپن کا قول ہے کہ عورت دوزخ کی چوکیدار ہے، امن کی دشمن ہے اسی کے اکسانے پر آدم نے جنت کو چھوڑا تھا مگر قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ جس نافرمانی کی وجہ سے جنت چھوڑنی پڑی وہ آدم اور ان کی بیوی دونوں نے کی تھی (فاکلا منھا) قصوراکیلی عورت کا نہیں تھا بلکہ عورت ومرد دونوں اس غلطی کے مرتکب ہوئے تھے۔

گریگری کو یوں کہتا ہوا بتایا گیا کہ عورت اژدھا ہے۔ رومۃ الکبری میں عیسائیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا، معمولی قصور پر عورت قتل کی جاتی تھی۔

سولہویں صدی میں جادوگری سے نفرت کی تحریکیں شروع ہوئیں تو اس کا نشانہ عورت کو بنایا گیا، حالانکہ فن جادوگری میں عورت کا پیرومرشد مرد تھا۔

فطرت کا بوجھ

رومن کیتھولک مذہب میں عورت کلام مقدس کو چھو نہیں سکتی، اسلام میں حیض، زچگی اور جنابت کے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر عورت نماز اور کلام اللہ پڑھ سکتی ہے، کتاب اللہ کو ہاتھ میں لے سکتی ہے، مردوں کی طرح قرآن کریم کی تلاوت کا عورت کو بھی مساوی حق حاصل ہے عرب جاہلیت میں عورت جائیداد کی

طرح مانی گئی اور متوفی کے ورثہ میں تقسیم کر کے اسے بے عصمت کیا جاتا رہا، آج کی جاہلیت جدیدہ میں عورت کو بس کنڈکٹر، کلرک، قلی، مزدور اور ڈرائیور وغیرہ بنا کر اس کی کمائی کھائی جاتی ہے، جب کہ فطرت کا ڈالا ہوا بوجھ حیض، زچگی وغیرہ کے مرحلوں میں مرد اس کے ان امور میں کوئی بوجھ نہیں اٹھا سکتا، پھر اس کے حسن کو بازار کی زینت بنا دیا گیا۔

بات کہنے کی نہیں مگر

جاہلیت جدیدہ کا معاشرہ جنسی تسکین کے لئے ہی عورت کا دم بھرتا ہے اسے تو صرف عورت کا حسن چاہیئے، بدصورت یا سانولا اور جھریوں والا جسم ان کے نزدیک عورت کا جسم نہیں اس لئے وہ قابل احترام کبھی نہیں رہا۔

Receptionist, Stenographer یا دوسرے محکموں میں Personal Assistant کی نوکری دینے کا تقوی بگھارنے والا کوئی ادارہ ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا جو بوڑھی، بدصورت اور کالی عورت کو نوکری دیدے، کاروباری مقامات پر Sales Girls کی نوکری کسی بوڑھی عورت کو ہرگز نہیں مل سکتی، پھر اس کے کیا معنی ہوئے کیا عورت کو فقط اس کے عورت ہونے کی وجہ سے روزگار دیا جارہا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں اسے فقط اس کے حسن کی قیمت دی جاتی ہے، ۲۰ سے ۳۰ سال کی عمر تک یعنی کل ملا کر دس سال، جوانی ڈھل گئی عورت اب حسین عورت کہاں رہی، بوڑھی اور عمر رسیدہ کا کچھ حق باقی نہیں، چلو چھٹی ہوئی، دوسری بہت سی امیدوار ہیں۔

بات کہنے کی نہیں مگر کہے بغیر چارہ نہیں کہ اس دکھیاری کو معیشت میں حصہ دار بنا کر برابری کا درجہ اگر دیا بھی گیا تو اسکے حسین وجمیل ہونے کے سبب، لیکن صرف عورت ہونے کے سبب تو آج کے پڑھے لکھے جاہل بھی اسے کچھ دینے تو کیا دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔

حق محنت یا معاوضۂ حسن

قانون شریعت کے مخالف عورت کو کیا مقام دینا چاہتے ہیں اس کا اندازہ بھی لگا لیجئے کہ ہوائی جہاز میں (Air-Hostess) مسافروں کا جی بہلانے والی خادمہ کو ہوائی مسافروں کی خواہش اور تسکین قلب کے لئے ہوائی کمپنیوں کے مالک کی مرضی کا لباس پہننے پر چند ٹکوں کا معاوضہ دیا جاتا ہے لیکن یہ معاوضہ عورت کا حق محنت نہیں بلکہ اس کے حسن وجمال وآرائش کی قیمت ہے، یورپ کے ایک ملک میں ایسی خواتین نے محض اس لئے ہڑتال کردی کہ ہوائی کمپنی کے مالکان مسافروں کو خوبصورت لڑکیوں کے جسم کی زیادہ سے زیادہ نمائش چاہتے تھے، عورت شرم وحجاب کا دوسرا نام ہے اس لئے بچا کھچا تحفظ عصمت کا جذبہ جاگ اٹھا اور حسین لڑکیوں نے اس حرکت سے انکار کردیا، خدا کا شکر ہے کہ حجاب کی دبی چنگاری نے اپنے وجود کا ثبوت یورپ میں فراہم کردیا، اب دیکھنا ہے کہ ایشیا والوں میں شرم وحجاب کا جذبہ کب ابھرے گا؟

کمپنی کے آفسوں، محکموں اور اداروں میں عورت کا کم وبیش یہ حال کہیں بھی دیکھا جاسکتا ہے، اعلیٰ افسروں کو خوش رکھنا اگر کسی عورت کو نہیں بھایا تو پھر بیچاری اس دور کی حقوق نسواں جیسی نعمتوں سے محروم ہی رہے گی، بعض تو مجبور ہیں کہ انہیں کوئی چارہ نہیں، بعض خواتین اسی جھانسے میں آکر آزادی کو نسوانیت کی قیمت سمجھ بیٹھی ہیں، کسی کو شاید یہ بات بڑی تیکھی لگے لیکن یہ آئے دن دیکھنے میں آنے والے واقعات ہیں۔

دعائے مغفرت

☆ جناب ثاقب صاحب فتح پوری ندوی (جو دفتر اہتمام سے وابستہ ہیں) کے والد ماجد ۱۰۷ برس کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ مرحوم کا نام محمد قدیر تھا اور ثاقب صاحب ان کے اکلوتے فرزند ہیں پس ماندگان میں ان کے علاوہ صاحبزادیاں بھی ہیں۔ ادارہ ثاقب صاحب اور مرحوم کے جملہ پس ماندگان کی تعزیت کرتا ہے۔

☆ ڈاکٹر نسیم صاحب کے جواں سال فرزند جو جے پور میں زیر تعلیم تھے، انتقال کرگئے، جواں سال فرزند کے اس داغ مفارقت پر ادارہ نسیم صاحب اور ان کے جملہ متعلقین کی تعزیت کرتا ہے۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت اور مرحومین کے متعلقین کے لئے صبر جمیل عطا کئے جانے کی دعا کی درخواست ہے۔

اچھی حالت میں بکاؤ ہیں

☆ آٹو رکشا پرائیویٹ پرمٹ
☆ چھوٹا جاپانی ٹائپ رائٹر انگلش
☆ چھوٹا جاپانی ٹائپ رائٹر عربی

رابطہ کے لئے:

9839274145

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نعمانی مرحوم

مذہب وسیاست کا سنگم

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء وعمید البحث الاسلامی، لکھنؤ)

چند دن قبل ایک نجی ضرورت سے مجھے مئو کا سفر کرنا پڑا تو میں مولانا حبیب الرحمٰن نعمانی مرحوم سے ملنے کے لئے ان کے آبائی گاؤں امام گنج گیا تھا، مولانا بہت اچھے تھے اور اپنی روزمرہ کی سرگرمیوں میں مشغول، ملاقات کرکے بہت اطمینان ہوا، وہ کسی طرح بیمار نہیں معلوم ہورہے تھے، یوں تو ان کی صحت ادھر کچھ عرصے سے خراب تھی لیکن وہ بیماری کے احساس سے متاثر ہوکر صاحب فراش نہیں ہوتے تھے، لوگوں سے ملنے اور ان کی ضرورتوں کا خیال کرنے اور ہر سطح پر اپنی خدمات پیش کرنے میں ان کو خوشی ہوتی تھی، جامعہ مفتاح العلوم مئو کے وہ صدر تھے، وہاں کے متنوع کاموں میں دلچسپی لینا ان کا معمول تھا وہ تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی فکر میں ہمیشہ اپنے ممبران شوریٰ اور اساتذہ سے مشورہ کیا کرتے تھے، اور شہر کے مسائل حل کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کرتے تھے، وہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ مجاہد آزادی کے نقش قدم پر چل کر مذہب وسیاست کی ذمہ داریوں اور سرگرمیوں کو بیک وقت جمع کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

انہوں نے ایک طرف مدرسہ کے اہتمام اور انصرام کی ذمہ داری سنبھالی اور مدرسہ کے تمام کاموں سے پوری دلچسپی لی، اساتذہ وطلبہ کے مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھا اور مالی تعاون کے لئے عوام سے لے کر خواص تک سے رابطہ قائم کیا اور ہر حیثیت سے اس دینی قلعہ کو مضبوط بنانے میں مشغول رہے تو دوسری طرف سیاست کے میدان میں ان کا حوصلہ بہت بلند تھا، وہ ہندوستان کی آزادی کے بعد ہی سے سیاست سے منسلک ہوگئے تھے اور اس وقت کے جنگ آزادی کے لیڈروں سے ان کا قریبی تعلق تھا، اندرا گاندھی نے اپنے دور قیادت میں جن مسلم لیڈروں پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ان میں جناب ضیاء الرحمٰن انصاری مرحوم اور مولانا حبیب الرحمٰن نعمانی صاحب مرحوم کا نام سرفہرست ہے۔

مولانا نعمانی ۱۹۶۹ء میں یو۔پی اسمبلی کے الیکشن میں امیدوار ہوکر کامیاب ہوئے اور ان کو وزارت کا منصب بھی ملا، دوسری بار چودھری چرن سنگھ جی کے دور میں دوبارہ ان کو وزارت ملی اور کامیابی کے ساتھ انہوں نے اپنے وزارتی دور کو پورا کیا پھر تیسری بار بھی وزیر ہوئے اور اخیر میں راجیہ سبھا کی ممبری کے لئے صدر جمہوریہ کی طرف سے نامزد ہوئے اور ایک عرصہ تک ایم پی رہ کر اپنی خدمات جاری رکھیں۔

وہ اپنی سیاسی مشغولیتوں کی وجہ سے مدرسہ کے اہتمام وانصرام کے کاموں سے کبھی غافل نہیں ہوئے اور دونوں پہلوؤں پر پورے توازن کے ساتھ یکساں نظر رکھی، اور عام مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے میں پیش پیش رہے، وہ اہل سیاست کو مشورے بھی دیتے تھے اور اپنی وسیع النظری سے ان پر اثر انداز ہوا کرتے تھے، جب مئو اور ضلع اعظم گڑھ کے کسی حصہ میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے حالات پیدا ہوئے تو وہ سینہ سپر ہوکر حالات کو بدلنے میں مصروف ہوجاتے اور کسی بھی خطرہ سے بے نیاز ہوکر اپنا فرض انجام دیا کرتے تھے، مئو اور اطراف میں ایک مرتبہ نہایت سخت قسم کا کرفیو لگا غالباً گذشتہ صدی کے ساتویں اور آٹھویں دہے میں یہ مصیبت اہل مئو پر پڑی تھی، اس وقت نعمانی صاحب دکھام سے مل کر شہر کا گشت کرتے تھے اور کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے، اس کے لئے وہ بڑی بیدار مغزی کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف رہے، کئی بار ان کی جان کو خطرہ لاحق ہوا لیکن وہ اس کی کچھ پرواہ کئے بغیر اپنا فرض انجام دیتے رہے۔

لکھنؤ کے اپنے قیام کے دوران وہ حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی برابر ملتے تھے اور ان سے بہت سے معاملات میں مشورہ بھی طلب کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ ان کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت ہوگئی اور حضرت مولاناؒ بھی ان سے حسن ظن رکھتے اور ان کی ملاقات سے منشرح ہوا کرتے تھے، وہ جب بھی حضرت مولاناؒ سے ملاقات کرنے کے لئے خود آتے حضرت مولاناؒ مجھے مطلع فرماتے اور میں بھی اس مجلس میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتا تھا۔

راجیہ سبھا کی ممبری کے دوران مدرسہ کی خدمت اور اس کی توسیع وترقی کی طرف پوری طرح متوجہ رہے، مجھے بھی مدرسہ کی شوریٰ کا ممبر مقرر کیا تھا اور ایک مجلس شوریٰ کی تشکیل کے بارے میں فکرمند تھے، اس موضوع پر مشورہ کرنے اور ممبران کی منظوری حاصل کرنے کے

بعد ایک ۸۰ رکنی مجلس شوریٰ کے قیام کی تجویز پر ملک بھر سے علماء، دانشوروں اور اہل علم کی فہرست تیار کی گئی، جس میں ندوۃ العلماء کے سربراہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کا نام سرفہرست رکھا گیا، اور دیگر علما کو بھی خط لکھ کر ان سے منظوری لی گئی، اور قریب تھا کہ اہل علم کی یہ عام مجلس مدرسہ کی ترقیات اور اس کی مقصدیت کی راہ میں ایک سنگ میل ثابت ہوتی لیکن افسوس کہ حالات نے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا جس کا وہ بہت افسوس کیا کرتے تھے۔

مدرسہ کی توسیع وترقی کے سلسلے میں وہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملا کرتے تھے اور مولانا کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے بعض سیاسی معاملات میں بھی وہ مشورہ کرتے تھے، اس لئے کہ حضرت مولانا اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوپی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے اور پورے پانچ سال تک وہ سیاست سے وابستہ رہے اس لئے ان کے تجربات بہت قیمت رکھتے تھے۔

وہ اپنی مذہبی اور سیاسی سوجھ بوجھ کی وجہ سے عوام وخواص دونوں طبقوں میں مقبول تھے اور لوگ ان کا احترام کرتے تھے، اور ہر موقع پر ان کے تعاون کی ضرورت محسوس کرتے تھے جب بھی ملک کے کسی حصے میں فرقہ وارانہ فضا پیدا ہوتی تو ان کا احساس بہت تیز ہو جایا کرتا تھا اس فضا کو ختم کرنے کے لئے اہل سیاست وحکومت سے مل کر ملک کی سالمیت کو ترجیح دینے کی درخواست کرتے تھے اور ہر طرح کی فرقہ واریت کو روکنے میں اپنی طاقت صرف کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ حکام ان کا بہت خیال کرتے تھے اور ان سے گھبراتے بھی تھے، مئو اور اطراف کے حکام پر ان کا سیاسی وزن غالب رہا کرتا تھا۔

ان کا سب سے بڑا مذہبی کارنامہ مئو کی شاہی مسجد کی تعمیر نو ہے اس شاہی مسجد کو مغل بادشاہ شاہجہاں کی بیٹی شہزادی جہاں آرا نے سترھویں صدی عیسوی میں بنوایا تھا، شاہی مسجد کی عمارت بہت پرانی ہونے کی وجہ سے از سر نو اس کی تعمیر ضروری تھی، اس کے لئے مشورہ سے طے پایا کہ قدیم عمارت کی جگہ نئی عمارت تعمیر کی جائے، چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا اور ایک جلسۂ عام کر کے اس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا کے ہاتھ سے رکھے جانے کی درخواست کی، حضرت مولانا نے منظور فرما لیا اور مسجد شاہی کی تعمیر نو کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے ۲۳ رنومبر ۱۹۷۱ء کو مئو تشریف لائے، اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے ''کاروان زندگی'' میں لکھا ہے کہ:

''۲۲ رنومبر کو اپنے وعدہ کی تکمیل کے سلسلے میں جامع مسجد شاہی مئو کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے عزیزی مولوی سعید الرحمٰن ندوی کی رفاقت اور داعی ومنتظم تقریب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نعمانی کی قیادت میں مئو جانا پڑا''

جامع مسجد شاہی کی تعمیر نو تقریباً مکمل ہو چکی ہے، اس کی عمارت دو منزلہ ہے اور اس کے جوار میں جامعہ مفتاح العلوم قائم ہے اور اپنے بانیوں کے اخلاص کی کہانی سنا رہا ہے، اور ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے طلبائے علوم اسلامیہ اس کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں، مولانا نعمانی مرحوم نے اس مدرسہ کی تعمیر وترقی میں بڑا کردار ادا کیا اور ان کے مخلص رفقاء ان کے ساتھ رہے۔

نعمانی صاحب ادھر کچھ دنوں سے علیل تھے ان کا اچھے سے اچھا علاج ہوا مگر کمزوری بڑھتی گئی لکھنؤ کے P.G.I. ہسپتال میں ڈاکٹروں نے خاص توجہ کے ساتھ ان کا علاج کیا، اور وہ مزید چیک اپ کرانے اور علاج کی غرض سے مئو سے لکھنؤ بذریعہ کار آرہے تھے کہ سلطان پور پہونچتے پہونچتے راستے ہی میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا اور بصد حسرت ویاس ان کو مئو واپس لے جایا گیا اور وہاں جامعہ مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا شمیم احمد صاحب نے عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں ان کو ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانی کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ واقعہ ۱۷ راگست ۲۰۰۵ء مطابق ۱۲ ررجب ۱۴۲۶ھ کو پیش آیا۔

جامعہ مفتاح العلوم کے ناظم اعلیٰ مولانا صفی اللہ صاحب مفتاحی اور ان کے مخلص ترین دوست الحاج سعید احمد اور دیگر ممبران شوریٰ، مدرسہ کو ان کے بنائے ہوئے خاکے کے مطابق چلا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی مدد فرمائیں اور دینی علوم کے اس قلعہ کو قائم ودائم رکھ کر اس کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ (آمین)

دعائے مغفرت

پیر جی حافظ حسین احمد صاحب (رکن پرسنل لاء بورڈ) کے ارادت مند سابق چیئر مین بوڑیہ حاجی اصغر علی صاحب کا انتقال ہو گیا، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ندوۃ العلماء-قدیم صالح اور جدید نافع کا امتزاج

الوداعی جلسہ میں حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا خطاب

ترتیب وپیش کش:
محمد فرمان نیپالی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والے طلباء کے اعزاز میں مورخہ ۲۴ ررجب بروز سہ شنبہ ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی آغاز جلسہ سے ہی رونق افروز تھے جس سے جلسہ کے وقت پر شروع ہونے میں نہایت آسانی ہوئی۔

فارغ ہونے والے طلباء نے اپنے تاثرات واحساسات کا اظہار کیا، صدر جلسہ حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اساتذہ وطلباء کی موجودگی میں ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا، اس سے قبل حضرت مہتمم صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے اپنے مختصر مگر مؤثر خطاب میں طلبہ کو ''الید العلیا خیر من الید السفلیٰ'' کی طرف بڑے دردمندانہ انداز میں متوجہ فرمایا اور ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ کی دلنشیں تشریح فرمائی۔

حضرت مولانا کا خطاب اساتذہ اور طلباء کے ربط وتعلق، ندوۃ العلماء کے تخیل، دعوتی زندگی کے اصول، مستقبل میں پیش آنے والے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے رہنما ضابطے اور مفید نصائح پر مشتمل تھا۔

حضرت مولانا نے فرمایا: ''اساتذہ کا طلباء سے ایسا تعلق ہوتا ہے جو کسی خاندان کے بڑے کا اپنے فرزندوں اور خانوادے کے دوسرے متعلقین سے ہوتا ہے۔ طلباء کی ترقی سے اساتذہ کو خوشی اور مسرت ہوتی ہے، اگر کوئی طالب علم استاد سے بڑھ جائے تو وہ بھی ایسا ہی ہے جیسے بیٹا باپ سے زیادہ اچھی عزت اور ناموری حاصل کر لے، یہ مزاج اسلامی تہذیب کی دین ہے، لیکن مغربی تہذیب جس نے آزادی کا دلفریب نعرہ لگایا اس سے یہ تعلق جاتا رہا، استاد شاگرد کا ربط واتصال تو بڑی چیز ہے، باپ بیٹے کا تعلق بھی وہاں صحیح معنوں میں پایا جاتا ہے۔''

مولانائے محترم نے خشیت الٰہی، انابت خداوندی، اور حکام ربانی پر عمل کو ندوہ کے نظام تعلیم کی بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا:

ہمارا یہ تعلیمی نظام اسی بنیاد پر قائم ہے، چاہے اس کو جدید کا نام دیا جائے یا قدیم کا، زندگی قدیم وجدید دونوں سے ملکر بنتی ہے، اور انسان ترقی کرتا ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس کے اندر کتنا قدیم ہے اور کتنا جدید، ہر قدیم نہ اچھا ہوتا ہے اور نہ ہر جدید برا، ضرورت اس بات کی ہے کہ صحیح قدیم کی آبیاری ہو، اور صالح جدید کی تخم ریزی، اسکی دو شکلیں ہیں، کبھی والدین اچھی تربیت اور تعلیم کا انتظام کرتے ہیں، اور کبھی اساتذہ اور اچھے رہنما صحیح قدیم اور نافع جدید کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں اور اس کا خاطر خواہ نظم کرتے ہیں، اول الذکر کی مثال سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے دی جا سکتی ہے، وہ عظیم مفکر، اچھے داعی اور کامیاب رہنما سمجھے گئے ہیں، انہوں نے اسلام کی شرح وترجمانی اور افراد قوم کی ذہن سازی میں خاصا رول ادا کیا ہے، وہ اپنے دور شباب میں سیکولر ادیب تھے، اسی زمانہ میں انہوں نے ''مشاهد القيامة فی القرآن''، ''التصوير الفنی فی القرآن''، اور ''العدالة الاجتماعية فی الاسلام'' لکھی، پھر تحریک اخوان المسلمون سے وابستہ ہو گئے، اور دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی مانے گئے، میرے ذہن میں یہ سوال تھا کہ انہوں نے زمانہ روشن خیالی میں کیونکر خالص دینی اور ایمانی موضوعات پر کتابیں لکھیں، چنانچہ جب میں نے ان کی کتاب ''مشاهد القيامة'' کا مقدمہ پڑھا تو یہ ذہنی خلجان دور ہوا، وہ مقدمہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں شیر خوار تھا، اپنی ماں کی گود میں لیٹا ہوتا تھا، وہ قرآن کی تلاوت کرتی رہتی تھیں ان کی تلاوت میرے لوح قلب پر مرتسم ہوتی تھی، مجھے اب تک ان کی دلآویز آواز سنائی دیتی ہے، چنانچہ میں نے دور شباب میں اپنے آپ کو مجبور پایا کہ میں قرآن کا مطالعہ کروں، میں نے قرآن کا مطالعہ کیا اور قرآن سے متعلق یہ کتابیں لکھی، یہ ہے اثر والدین کی توجہ والتفات کا۔

اگر ماں اور باپ بچوں کی صحیح تربیت نہیں کر سکتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ایسا ماحول اور مزاج ملے جس سے بچے کی صحیح ذہن سازی ہو، وہ ماحول، اساتذہ اور اچھے رہنماؤں نیز دینی کتابوں کے مطالعہ کی شکل میں حاصل ہوتا ہے، اساتذہ کا کام صرف علم دے دینا نہیں بلکہ رہبری کرنے کا ہے، دور حاضر میں مغربی رجحانات نے اساتذہ سے رہبری کا کام سلب

کرلیا، اور حکومتوں کے حوالہ کردیا ہے، جس کا اثر یہ ہے کہ انسان خودرو گھاس کی طرح رہتا ہے، اور اپنے آپ کو پوری آزادی کا مستحق سمجھتا ہے، لیکن اسلام نے اس پر کاری ضرب لگائی ہے، وہ زندگی کی رہبری تو ازن کے ساتھ کرتا ہے کہ قدیم اور جدید دونوں صالح قدروں کی اس کی زندگی میں جھلک دکھائی دیتی ہو۔ ندوۃ العلماء کا اصول ہے "الجمع بین القدیم الصالح والجدید النافع" ندوۃ العلماء اسی کے مطابق اپنا نصاب بناتا ہے اور ادارے بھی قائم کرتا ہے۔"

حضرت مولانا نے طالب علمی کے عام و خاص دو پہلوؤں کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:۔

ہر شخص کے دو پہلو ہوتے ہیں، خاص اور عام، خاص پہلو یہ کہ طالب علم کو جو سکھایا جائے اس کو وہ سیکھے اور تربیت کے سلسلہ میں یہ ہے کہ اسکو اساتذہ طلباء کو غلط کاموں سے اخلاص اور دردمندی کی بناپر منع کرتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ خراب ماحول کا کتنا اثر پڑتا ہے، عربی مثل ہے:۔

عن المرء لاتسال وابصر قرینه
فان القرین بالمقارن یقتدی

کسی کے متعلق کچھ معلوم کرنا ہو کہ وہ کیسا ہے تو اس کے متعلق نہ پوچھو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے، عام پہلو یہ ہے کہ طالب علم آزادانہ طور پر دانست اور عقل سے فراہم کردہ وسائل سے فائدہ اٹھائے، دسترخوان کتنا ہی عمدہ ہو، کھانا کتنا ہی اچھا ہو، لیکن اگر کھانے والا نہیں کھاتا تو سب بیکار ہے"

طلبائے دارالعلوم کو مولانا نے محترم نے علم دین میں انہماک کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "سال کے اختتام پر تاجر اور کاروبار کرنے والے سال بھر کا جائزہ لیتے ہیں، دارالعلوم کے نظام کے مطابق اساتذہ بھی امتحانات کے ذریعہ آپ کا جائزہ لیتے ہیں، لیکن اصل جائزہ آپ کو لینا ہے، آپ کسی بھی شخصیت کی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی فکرمندیوں اور محنتوں کی وجہ سے بنی، پھر اللہ نے ان کے لئے وسائل مہیا فرمائے، حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ عربی کے بہترین مقرر اور انشاء پرداز ہندوستان ہی میں بنے، انہوں نے اپنی مشہور کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" عالم عربی جانے سے پہلے لکھی، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں کا حوصلہ پست تھا، انگریزوں کی دھاندلیاں اور ان کا ظلم و جبر جاری تھا، شرفاء شہروں کو چھوڑ کر دیہاتوں میں روپوش ہوگئے تھے، مسلمان سمجھ رہے تھے کہ اب ہمارا کوئی تابناک مستقبل نہیں ہے، طبیعتیں بیٹھ چکی تھیں، جب یہ کتاب چھپ کر آئی تو اس نے زلزلہ پیدا کردیا، اور ثابت کیا کہ مسلمان کتنے ہی پژمردہ اور شکست خوردہ ہوں لیکن ترقی کرسکتے ہیں، اس کتاب کو عرب پڑھ کر مبہوت ہوگئے۔"

حضرت مولانا نے فارغ ہونے والے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے درد وسوز کے ساتھ فرمایا:۔ زندگی بڑی بے رحم ہوتی ہے، اگر آپ میں کوئی امتیاز نہیں تو کوئی پرواہ نہیں کرتی کہ آپ زندہ رہیں یا مرجائیں اور ایسے لوگوں کا کوئی چرچا نہیں ہوتا، بعض دفعہ مصائب زمانہ ان کو روند ڈالتے ہیں، اس وقت آپ دارالعلوم میں ہیں آپ کو اسکے فراہم کردہ وسائل کی اہمیت کا احساس نہیں لیکن جب یہ وسائل نہیں رہیں گے تو اس وقت احساس بے چین کئے رہے گا، امریکہ کے سابق صدر نیکسن کا مقولہ ہے کہ آدمی کو پہاڑ سے اترنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ وہ کس بلندی پر تھا، لہٰذا اپنے کو بنانے کی فکر کریں، معلوم نہیں کیسا دور ہو، حالات بدلتے رہتے ہیں کل کے حالات آج سے کتنے مختلف ہونگے نہیں کہا جاسکتا ہے، اس وقت باطل طاقتیں پوری طرح سرگرم ہیں، چیلنجوں کا انبار ہے، دنیا آج بھی آپ کے تابع ہے بس شرط یہ ہے کہ بنیادیں مضبوط ہوں، قدیم صالح کے ساتھ جدید نافع بھی ہو، صحیح فہم وتدبر ہو اور منزل متعین ہو۔"

مہتمم دارالعلوم اور مدیر البعثۃ الاسلامی جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی نے بھی فضلائے دارالعلوم کو دعوت دین میں قول وعمل کی جامعیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ آپ کا شعار الید العلیا (دینے والا ہاتھ) کا ہونا چاہیے، الید السفلی (لینے والا ہاتھ) کا نہیں۔ واضح رہے کہ اس جلسہ میں مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، مولانا سید واضح رشید ندوی اور دیگر اساتذۂ دارالعلوم نے شرکت کی۔

خریدار حضرات توجہ فرمائیں

خط وکتابت کرتے وقت نیز منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیں تاکہ دفتر کو سہولت ہو اور کارروائی میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو۔

دل سلامت تو سارا جسم صحیح سلامت

مولانا رشید احمد ندوی

الحمدللہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی محمدہ آلہ و صحبہ اجمعین امابعد

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے بیچ کچھ مشتبہ امور ہیں، اکثر لوگ ان کے بارے میں یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں (کہ آیا وہ حلال ہیں یا حرام) تو جو شخص ان شبہوں والی اشیاء سے محتاط رہا اس نے اپنے دین اور عزت وآبرو کو داغدار ہونے سے بچالیا، اور جو شخص ان میں جاپڑا تو سمجھو کہ وہ حرام میں جاپڑا، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی چرواہا کسی کی مخصوص چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے تو قریب ہیکہ اس کے جانور اس کے اندر بھی چرنے لگیں، یاد رکھو کہ ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے (جس میں دوسرے کا تصرف کرنا ممنوع ہوتا ہے)، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بھی "حمی" ہے، اللہ کی "حمی" وہ اشیاء اور امور ہیں جو اس نے حرام کردیے ہیں، اور غور سے سنو جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ سلامت ہے تو پورا جسم صحیح سالم ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام جسم بگڑ گیا اور وہ دل ہے (بخاری ومسلم)

تشریح:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام میں ہر چیز واضح فرمادی ہے، کیا حلال ہے اور کیا حرام، کیا اچھا ہے اور کیا برا، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی تفصیل بیان فرمائی، اور ارشاد فرمایا، "ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی" ہم نے آپ پر کتاب اتاری تاکہ ہر چیز کو بیان کردیا جائے اور فرمایا "ومالکم الاتاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیه وقد فصل لکم ماحرم علیکم" کیا وجہ ہے کہ تم اس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو کھول دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔ پھر مزید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اس کی مزید توضیح وتشریح فرمائی، چنانچہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ممکن ہے کہ ایسا وقت آئے کہ کسی آدمی کو میری حدیث پہنچے وہ اپنے گاؤتکیہ پر بیٹھا ہوا کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ کافی ہے، اس میں جو حلال ہے ہم اس کو حلال سمجھتے ہیں، اور اس میں جو حرام ہے بس اسکو ہم حرام سمجھتے ہیں، حالانکہ جو اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی طرح ہے جو اللہ نے حرام فرمایا، (ابوداؤد وترمذی حدیث حسن غریب) امام خطابی اسکی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ارشاد سے سنن کی مخالفت کرنے سے ہم کو ڈرا رہے ہیں جس کا ذکر کہ قرآن شریف میں نہیں ہے، جس طرح خوارج ورافضہ نے کیا کہ صرف ظاہر قرآن سے چمٹ گئے اور سنت کو ترک کردیا جو کہ قرآن کی تفسیر وتبیین کرتی ہے، پس وہ ضلالت وگمراہی کا شکار ہوگئے اور بھول بھلیوں میں بھٹک گئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا تو امت کے ہاتھوں میں قرآن وسنت کی شکل میں مکمل ضابطہ حیات تھما کر تشریف لے گئے، اور اللہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چند دن پہلے ہم کو یہ مژدہ سنادیا، "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" خود نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: میں تم کو روشن وواضح شاہراہ پر چھوڑ کر جارہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن وچمکدار ہے، اس سے وہی شخص ہٹے گا جو ہلاک وبرباد ہوگا۔ (ابن ماجہ حدیث حسن)

جس حدیث کی تشریح ہم کو مقصود ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا ایک بڑا اصول بتایا ہے وہ یہ کہ حلال وحرام دونوں تو بالکل واضح اور بین ہیں ان کے مطابق عمل کرنا تو ہر بندہ پر ضروری ہے، لیکن حکمت الٰہی نے بعض چیزوں کو بین بین رکھا ہے، اور ان کے سلسلہ میں دونوں طرح کے دلائل ہونے کی وجہ سے یا اور کسی عارضہ کی بناپر اکثر لوگ ان کا قطعی حکم نہیں جانتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی کے دین وایمان اور عزت وناموس کی پوری حفاظت اسی وقت ممکن ہے جب کہ وہ ان شبہات سے بھی گریز کرے، حتیٰ کہ بعض آثار میں آتا ہے کہ آدمی تقویٰ کی حقیقت اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ ان چیزوں کو جن میں کوئی حرج نہیں ہے نہ چھوڑ دے مبادا یہ کہ ان میں پھنس جائے جو حرج والی ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

صرف زبان سے ہی نہیں بتایا بلکہ اپنے اسوہ مبارکہ سے بھی اس کا شاندار عملی نمونہ پیش فرمادیا جیسا کہ آپ کی حیات طیبہ کا طرۂ امتیاز ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں اپنے گھر آتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور کھانے کے ارادے سے اس کو اٹھالیتا ہوں لیکن پھر خیال آتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور ہو اس لئے اس کو چھوڑ دیتا ہوں ، (متفق علیہ حدیث)ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے خوابی کی شکایت ہوگئی، آپ کی زوجہ مطہرہ نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی تھی اور اس کو کھالیا ، اور ہمارے پاس صدقہ کی کھجوریں بھی ہیں تو مجھے اندیشہ ہورہا ہے کہ کہیں یہ کھجور بھی انہی میں سے نہ ہو (مسند احمد) سبحان اللہ ! یہ ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ اسوہ اور مبارک سیرت جو آج ہم کو اپنا احتساب کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

حدیث کے اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انمول بات بتادی جو اس باب میں شاہ کلید ہے فرمایا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان اپنا دل درست کرلے تمام اعضاء و جوارح درست ہوجائیں گے ، ان سے نکلنے والے اعمال سدھر جائیں گے ، اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو پھر کسی چیز کے سدھرنے اور درست رہنے کی کوئی توقع نہیں پھر تو انسان حرام میں ملوث ہونے سے بھی عار نہیں کرے گا ، یہ قلب سلیم ایک عظیم نعمت ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور میں دعا فرماتے تھے: "أسئلک قلبا سلیما و لسانا صادقا " اے اللہ میں تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں، قلب کی سلامتی وصلاح کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر صرف اور صرف اللہ کی محبت جاگزیں ہو ، اس کے تمام جذبات ، ارادے ، امنگیں ، آرزوئیں بلکہ دھڑکنیں اللہ ہی کیلئے ہوجائیں ، جو اللہ پسند کرے وہ بھی اسی کو پسند کرے اور جس سے اللہ ناراض ہو اس سے وہ بھی متنفر ہو اللہ ہم کو یہ دولت نصیب فرمائے آمین۔ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

بقیہ

روداد سفر الہ آباد

قرآن وحدیث کو سمجھنے والے لوگ علماء ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صحیح اور راست باز علماء برابر رہیں گے۔

آپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔ اللہ کی نصرت ومدد کے بغیر کچھ نہیں ہوتا علمی نفع ، مالی اضافہ ، معاشی درستگی اور دینی فائدہ سب اللہ کی طرف سے ہے ، آدمی کو اپنے سلسلہ میں دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے ، قارون کو دھوکہ ہوا تو اس کو اس کی سزا بھگتنی پڑی ،

بزرگوں کی محبت ، علماء کی نصیحت ، والدین کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ ہم آپ دیندار ہیں ، اگر ہم نے محنت نہ کی اور توجہ نہ کی تو اگلی نسل کی کوئی ذمہ داری نہیں ، یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہماری اولاد کو کوئی بگاڑتا ہے اور ہم کو توجہ نہیں ہوتی ، ہماری نسلیں جس ماحول میں پل رہی ہیں اسکی فکر نہیں ، آنے والی نسل کی حفاظت کی فکر کیجئے ، صحیح ایمان وعقیدہ والی نسل بنایئے ، کافر تو انکار کرتا ہے لیکن مسلمان لاپروائی برتتا ہے ، مومن کو چاہیئے کہ ہر وقت ڈرتا رہے ، اور اپنے ایمان کو قوی بناتا رہے۔

نوشتۂ دیوار

ہر حال میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنی قومی ومذہبی ضروریات کے اپنے آپ کفیل ہوں

جمعیۃ العلماء کلکتہ کے خطبۂ صدارت میں علامہ سید سلیمان ندوی نے فرمایا تھا:

" ہندوستان کے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ آئندہ ہندوستان کی جو شکل وصورت بھی ہو بہر حال یہاں کی حکومت اسلامی نہ ہوگی ، بہتر سے بہتر جو صورت خیال میں آسکتی ہے وہ ایک متحدہ جمہوریت کی ہے ، اس لئے ہر حال میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنی قومی ومذہبی ضروریات کے اپنے آپ کفیل ہوں ، اور یہی ضرورت بعینہٖ اس وقت بھی ہے ، مسلمانوں کی اسلامی ومذہبی تعلیم ، ان کے مدرسے ، ان کے اوقاف ، ان کے نکاح وطلاق و وراثت وغیرہ کے قوانین ومسائل خاص محکموں کے محتاج ہیں اور آئندہ رہیں گے۔

علی ہذا القیاس اس کے ماتحت نکاح طلاق اور وراثت وغیرہ کے محکمے ہوں ، دار الافتاء ہوں جہاں سے جدید ضروریات کے متعلق فتوے صادر ہوں۔

علامہ سید سلیمان ندوی

(ماخوذ از شذرات ۲/۲۵۸)

خدمات ابنائے ندوہ

ندوۃ العلماء اور خدمت قرآن

(آخری قسط)

از محمد طارق ایوبی ندوی

کتاب کے پہلے حصے میں مولانا نے قرآن کا موضوع ، اس کا تعارف ، مدارس سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تعلیم اور بعض احکامات پر روشنی ڈالی ہے ، دوسرے حصہ میں بڑے اہم سوالات قائم کئے ہیں اور ان پر عالمانہ گفتگو فرمائی ہے مثلاً قرآن کا امتیاز آسمانی کتابوں پر کیوں ہے ؟ وحی کیسے نازل ہوئی ؟ قرآن میں کیا کیا خصائص ہیں اس کے علاوہ اعجاز القرآن اور ربط قرآن نیز دیگر مسائل پر روشنی ڈالی ہے ، تیسرے حصہ میں قرآن کا تعارف قرآن کی زبان میں کراتے ہوئے نہایت ہی توجہ اور محنت سے احکامات زندگی یعنی عقائد وعبادات ، معاملات واخلاق ، معاشرت وسیاست ، تہذیب وانسانی ضروریات کو پیش کیا ہے ، غرض کہ یہ کتاب بے شمار قرآنی معلومات سے لبریز اور قرآن فہمی میں پیش آنے والی مشکلات کے لئے معاون ہے۔

مولانا کی دوسری کاوشوں میں " علوم القرآن "" قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم " نیز " اللہ کی قرآنی نشانیاں " قابل ذکر ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی کی گرانقدر خدمت بھی ہے جو کہ انہوں نے شیخ عز بن عبد السلام کی مخطوطہ کتاب کو ایڈٹ کرکے " الفوائد في مشکلات القرآن " کے نام سے شائع کیا ہے ، مؤلف نے آیات واحادیث اور الفاظ نیز کتب واشعار پر مفید تعلیقات کے ذریعہ کتاب سے استفادہ کو آسان بنادیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن فہمی میں زبان کو خاص دخل ہے بالخصوص جب کہ بغیر کسی ترجمہ کے اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے ، اسی سلسلہ کی ایک کوشش عزیز الحق کوثر ندوی کی ہے ، انہوں نے " المصادر من القرآن الکریم " تالیف کی جس میں آپ نے قرآن کریم کے افعال ومصادر کو ترتیب دیا ہے ، اس سلسلہ میں مشہور اور مستند کتب تفاسیر ولغات سے استفادہ کیا ہے ، اگرچہ یہ کتاب ایک ابتدائی رسالہ ہے لیکن اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

مولانا فراہی کی کتاب مفردات القرآن پر مولانا اجمل اصلاحی ندوی نے جو کام کیا ہے وہ بھی علمی دنیا کے لئے ایک تحفہ ہے ، مولانا کی اس کاوش سے نہ صرف یہ کہ کتاب سے استفادہ آسان ہوگیا ہے بلکہ اہل علم کا بہت وقت محفوظ ہوگیا۔

مولانا عبد السلام قدوائی ندوی نے " روح القرآن " کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ، علاوہ ازیں آپ نے " قرآن مجید کی پہلی تا چوتھی کتاب " لکھی ، جس کا مقصد عربی زبان کی تعلیم اور قرآن فہمی کو آسان کرنا اور قواعد وضوابط کی پیچیدگیوں کو کم کرنا تھا ، تاکہ زبان بھی آجائے اور ترجمۂ قرآن سے بھی واقفیت ہوجائے۔

ندوہ کے دو ہونہار فضلاء ، جنہوں نے قرآن کریم کے دفاتر کو کھولنے کا کام انجام دیا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی انہیں میں ایک روشن نام مولانا شہاب الدین ندوی کا ہے ، مولانا کا قصہ حیات بھی بڑا دلچسپ ہے ، وہ ۱۹۳۱ء میں ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے ، اسکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر تجارت میں لگادئے گئے لیکن گھریلو ماحول کی بنا پر نئی نئی دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے حتی کہ ایک کتاب سامنے آئی اور زندگی بدل گئی ، وہ کتاب ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی " دو قرآن " ہے جس میں مؤلف نے قرآن کریم کو سائنسی کتاب قرار دیتے ہوئے مسلم شریعت کا انکار کردیا ہے ، اس کتاب نے مولانا کے ذہن پر ایسا اثر ڈالا کہ انہوں نے قرآن کریم کی اردو تفاسیر کا مطالعہ شروع کیا لیکن جب تسلی نہ ہوسکی تو تشنگی بجھانے کے لئے بعض حضرات کے مشورے سے ۱۹۵۶ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء کی راہ لی ، وہاں جی بھر کر سیراب ہوئے اور پھر انگریزی زبان اور خالص سائنسی علوم کا مطالعہ کیا ، اس بے پناہ جدوجہد اور انتھک محنت کے بعد توفیق الٰہی بھی شامل حال ہوئی اور ذہن کی گرہیں بھی کھلیں ، آپ نے اپنی زندگی علوم ومعارف کو عام کرنے میں صرف کردی اور قرآن کریم میں موجود ہزارہا موتیوں کا علمی دنیا کو دیدار کرایا ، مولانا گمنامی کی کوٹھری میں قرآن کو سائنسی اور سائنس کو قرآنی نقطۂ نظر سے پڑھتے اور سمجھتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۶۹ء میں دو امریکی خلاباز چاند پر جا پہنچے ، اس واقعہ نے علمی دنیا میں ہلچل مچادی ، مولانا پھر خاموش نہ رہ سکے ، قلم سنبھالا اور اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر تجزیاتی مضامین تحریر کئے جو ماہنامہ " صدق جدید " لکھنؤ اور ماہنامہ " برہان " دہلی میں چھپے ،

بعد میں ۱۹۷۰ء میں یہی مضامین مجموعے کی شکل میں "چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں" کے نام سے شائع ہوئے، اس کے بعد مولانا اس موضوع پر برابر لکھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے علمی دنیا کو بہت سی چیزیں ہدیہ میں پیش کیں، آپ کی تصنیفات میں "قرآن حکیم اور علم نباتات" "قرآن مجید اور ابنائے حیات" "اسلام اور جدید سائنس" "قرآن اور نظام فطرت" "قرآن کا نظریہ علم" اور "قرآن کا نظام دلائل" قابل ذکر ہی نہیں بلکہ قابل مطالعہ ہیں۔

ان علمی اور قرآنی خدمات کے علاوہ بھی فضلائے ندوہ کی بیش قیمت کاوشیں ہیں جن میں ابوالجلال ندوی کی "اعلام القرآن" مولانا اسحٰق سندیلوی ندوی کی "تصویر العین بتفسیر المعوذتین" مولانا محمد الحسنی کے "مضامین القرآن" مولانا عبدالباری ندوی کی تفسیر سورۃ العصر ہے اصول تفسیر میں "الفوز الکبیر" کی افادیت سے کون نہیں واقف ہے لیکن اس کے فارسی الاصل ہونے سے مدارس عربیہ کے لئے اس کو داخل نصاب کرنا ایک مسئلہ تھا اس ضرورت کو بھی ایک معروف ندوی فاضل مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے اسے عربی میں منتقل کرکے پورا کردیا۔

علاوہ ازیں ندوی فضلاء وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دروس قرآن کا جو سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور قرآن فہمی کو عام کرنے کے لئے جس طرح سے وہ قدیم وجدید تاخذ کو سامنے رکھ کر قرآن کی صحیح وعام فہم تشریح کرتے ہیں یا مضامین سپرد قلم کرتے ہیں وہ بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

علوم قرآن کی خدمت کرنے اور انہیں عام کرنے میں ندوۃ العلماء سے نکلنے والے رسائل بھی برابر کے حصہ دار ہیں، اہل علم کے بے پناہ مضامین اور قیمتی مباحث ان جرائد کے ذریعہ علمی دنیا کو مستفید کرچکے ہیں، ندوۃ العلماء سے سب سے پہلا رسالہ اگست ۱۹۰۴ میں "الندوہ" کے نام سے منظر عام پر آیا جس کی ادارت مختلف اہل قلم کرتے رہے، یہ رسالہ مختلف مراحل سے گزر کر ۱۹۴۲ میں بالکل ہی بند ہوگیا لیکن صحافت کی دنیا میں اپنی چھاپ چھوڑ گیا، "اعجاز القرآن" "مسئلہ ارتقاء اور قرآن مجید" "القرآن والفلسفہ الجدیدۃ" "قضاوقدر اور قرآن مجید" جیسے مقالات الندوہ کی فائلوں کی زینت ہیں۔

عربی زبان کے گہوارے اور برصغیر ہندو پاک وغیرہ میں اس کے فروغ کے ضامن ندوۃ العلماء کے لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ عربی صحافت میں اپنے علمی وادبی موتی نہ بکھیرے اور عربی داں حضرات کو علم وادب کے نادر موتی نہ فراہم کرے چنانچہ حضرت سید صاحب اور علامہ تقی الدین کی سرپرستی اور مولانا مسعود عالم ندوی کی ادارت میں ندوۃ العلماء سے "الضیاء" نامی مجلہ مئی ۱۹۳۲ء میں عربی صحافت کے افق پر طلوع ہوا لیکن بعض اسباب کی بناء پر ۱۹۳۵ء میں بند ہوگیا، اس کی مدت تو صرف چار سال ہی تھی لیکن پھر بھی وہ عربی صحافت میں اپنا مقام پیدا کرگیا اس کی یادیں آج بھی زندہ وتابندہ ہیں، اس رسالہ نے بھی علوم قرآن سے متعلق قیمتی مضامین سے علمی دنیا کو مستفید کیا، خود شیخ تقی الدین ہلالی کا مضمون "اغلاط مترجمی القرآن بالانکلیزیۃ" قابل ذکر ہے۔

اکتوبر ۱۹۵۵ میں "البعث الاسلامی" وجود میں آیا جس نے بہت جلد ہی عربی صحافت اور بالخصوص عربی اسلامی صحافت میں اپنی پہچان بنالی، قرآنی مباحث سے متعلق متعدد معیاری مضامین سے بھی مجلہ مزین ہوتا ہے جن میں "من وحی القرآن" ستمبر ۱۹۵۶ "کیف نفسر کلمۃ اللہ فی القرآن" اپریل مئی ۱۹۵۹ "المستشرق نولدیکی والقرآن" نومبر دسمبر ۱۹۵۹ "القرآن والعلم" جولائی اگست ۱۹۷۵ "فکرۃ المکیۃ فی القرآن" دسمبر جنوری ۱۹۷۷ "قصۃ النسخ فی لقرآن" اپریل مئی ۱۹۹۹ء "المبحث البلاغی فی تاویل مشکل القرآن" جولائی ۱۹۹۹ قابل ذکر ہیں۔

اس ضمن میں اگر دارالمصنفین کے رسالہ "معارف" کا ذکر نہ ہو تو بات ادھوری رہ جاتی ہے کیوں کہ یہ رسالہ از ابتداء تا انتہاء ابنائے ندوہ کی خامہ فرسائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا رہا ہے، خود سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قیمتی مقالات جو قرآن کریم کے قیمتی مباحث پر مبنی تھے اس رسالہ کی زینت بنتے رہے، ان کے علاوہ مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، شاہ معین الدین احمد ندویؒ اور دیگر ندوی حضرات اپنے علمی و ادبی مقالات اور علوم القرآن سے متعلق مباحث کے ذریعہ اس رسالہ کے صفحات کو زینت بخشتے رہے۔

ظاہر ہے کہ ندوہ کے فضلاء کی قرآنی خدمات کی ایک جھلک تو اس مقالے میں آگئی لیکن مکمل آگہی اور ان کی خدمات کا اندازہ ایک مکمل کتاب سے ہی ممکن ہے، بہرحال ندوۃ العلماء نے علوم قرآن سے متعلق جس طرح نصاب تیار کیا تھا اور جس طرح ذہنوں کی تعمیر کی تھی آج بڑی حد تک اس کے کامیاب نتائج دنیائے علم کے سامنے ہیں! وما توفیقی الا باللہ

انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں: فضیات ثانی کے طلبہ کے رائے بریلی میں تین دن۔

فقہی سوال وجواب

مفتی محمد طارق ندوی

س: ایک مسلمان مرغی کا گوشت فروخت کرنے والا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتا ہے اس کا پنکھ نکالنے کے لئے ہلکے گرم پانی میں ڈالتا ہے تاکہ اسکا چمڑا ہلکی گرمی لے کر پھیل جائے اور پنکھ مشین کے ذریعہ آسانی سے نکل جائے اس طرح بنائی ہوئی مرغی کا گوشت حلال ہوگا یا نہیں؟

ج: اگر گرم پانی میں ڈالتے ہی نکال لیا جائے کہ گرمی کا اثر صرف کھال تک پہنچے تو یہ جائز ہے اور اگر اتنی دیر ڈالے رکھا کہ گرم پانی کا اثر نجاست تک پہنچا اور پانی کے واسطے سے وہ نجاست گوشت میں سرایت کرگئی تو وہ مرغی ناپاک ہے اس کا کھانا حلال نہیں۔

س: خفین (چمڑے کے موزے) پر عورت کے لئے مسح درست ہے یا نہیں؟

ج: درست ہے کیونکہ مرد کی تخصیص وارد نہیں ہوئی ہے۔

س: میت کو دفن کرتے وقت میت کے سر پر ٹوپی پہنانا کیسا ہے؟

ج: میت عالم ہو یا عامی ہو بہرحال ٹوپی پہنانا یا عمامہ باندھنا مکروہ بدعت ہے۔

س: کیا کوئی شخص اپنے والدین سے پہلے حج کرسکتا ہے یا والدین کو پہلے حج کرانا ضروری ہے؟

ج: اگر کسی پر حج فرض ہوجائے تو اسکو اپنا حج کرنا چاہیئے پھر اگر کسی وقت وسعت حاصل ہوجائے اور والدین کو بھی حج کرادے تو یہ عین سعادت ہے۔

س: میرے پاس کپڑوں کی ایک دکان ہے تھوک وپھٹکر دونوں کی تجارت ہوتی ہے تو میں ایک سو روپئے کے مال پر شرعاً کتنا منافع لے سکتا ہوں شرعاً کوئی حد متعین تو نہیں ہے؟

ج: اپنا سامان فروخت کرنے میں انسان کو اختیار ہے جتنا چاہے نفع لے کر فروخت کرے البتہ زیادہ نفع لے کر فروخت کرنا خلاف اولی ہے۔

س: کیا مسجد کے اندر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

ج: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور مسجد میں جنازہ رکھنا بھی مکروہ ہے۔

س: کیا نماز جنازہ مکرر پڑھی جاسکتی ہے؟

ج: دوسری مرتبہ میت پر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر ولی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی ہے تو وہ پڑھ سکتا ہے اور اس وقت دوسرے لوگ بھی نماز جنازہ میں شرکت کرسکتے ہیں۔

س: قرآن پاک انگریزی ترجمہ کے ساتھ اگر کوئی غیر مسلم پڑھنے کے لئے مانگے تو کیا اسکو دینا جائز ہے؟

ج: اگر اطمینان ہو کہ وہ قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کرے گا تو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس سے کہدیا جائے کہ یہ ہماری پاک کتاب ہے اسکے احترام کا خیال رکھئے گا اور نہا دھو کر پڑھئے گا۔

س: کیا غیر مسلم کے یہاں کھانا کھاسکتے ہیں؟

ج: غیر مسلم کے یہاں کھانا کھاسکتے ہیں بشرطیکہ یہ اطمینان ہو کہ وہ کھانا حلال اور پاک ہے۔

س: دعوت ولیمہ میں دولتمندوں کو بلانا اور غریب رشتہ داروں اور دوستوں کو نہ بلانا شرعاً کیسا ہے؟

ج: ایسا کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء ویترک الفقراء

"سب سے ناپسندیدہ کھانا اس ولیمہ کا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جائیں اور غرباء ومحتاج چھوڑ دیئے جائیں"۔

س: ولیمہ کس دن کرنا بہتر ہے؟

ج: ارشاد نبوی کے مطابق رخصتی کے بعد پہلے دن ولیمہ سب سے بہتر ہے دوسرے دن بھی کوئی مضائقہ نہیں، "ولیمہ پہلے روز کھلانا حق کو ادا کرنا ہے، دوسرے دن کا ولیمہ نیکی ہے، تیسرے دن ریا، اور نمائش ہے"۔ (حدیث)

س: اگر نفل نماز میں سہو ہوجائے تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟

ج: ہر نماز میں سہو کی صورت میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

س: کتا کپڑوں سے رگڑتا ہوا چلا گیا ایسی صورت میں غسل کرنے یا کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

ج: کتے کا لعاب نجس ہے اگر لعاب نہیں لگا بلکہ خشک جسم کپڑے کو لگا ہے تو اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا لہذا نماز کے لئے کپڑے کو دھونا

یا تبدیل کرنا یا خود غسل کرنا لازم نہیں ہے۔

س: اگر مہر کا ذکر نکاح کرتے وقت نہ کیا جائے یا مہر کی نفی کر دی جائے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

ج: مہر کا ذکر نہ کرنے اور مہر کی نفی کرنے کی صورت میں نکاح درست ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔

س: ایک شخص نے امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہکر اقتداء کی تو کیا اس کی اقتدا صحیح ہوگی یا نہیں؟

ج: صورت مذکورہ میں اقتداء کرنا درست نہ ہوگا۔

س: مچھلی کے دانوں سے جو پانی مسلسل بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے اگر وہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو ناقض وضو بھی ہے اور جس کپڑے پر لگ جائے وہ بھی نجس ہو جائے گا۔

س: کیا غیر اللہ کے لئے نذر ماننا شرعاً درست ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے نذر ماننا شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ نذر بھی عبادت ہے۔

س: صلوٰۃ التسبیح کے لئے کیا کوئی دن یا وقت مقرر ہے؟

ج: صلوٰۃ التسبیح کیلئے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں ہے اگر توفیق ہو تو روزانہ پڑھا کرے ورنہ جس دن بھی موقع ملے پڑھ لے اور مکروہ اوقات کو چھوڑ کر دن رات میں جب چاہے پڑھ لے۔

س: ایک شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے کیا اس کے لئے بینک سے قرض لے سکتا ہے جبکہ اس پر سود بھی دینا پڑے گا؟

ج: یہ ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں ہے جس میں سودی قرض لیا جائے سودی قرض کا لین دین شرعاً ناجائز ہے، سودی نظام میں کسی بھی طرح کی شرکت کو اسلام گناہ قرار دیتا ہے۔

س: جو لوگ نشانہ بازی کی خاطر جانوروں کا شکار کرتے ہیں انکا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

ج: حلال جانوروں کا شکار جائز ہے مگر مقصد گوشت ہونا چاہیئے، محض کھیل یا نشانہ بازی کی خاطر شکار کرنا درست نہ ہوگا۔

س: ایک شکاری شکار کرنے کیلئے جاتا ہے اس کے پاس چاقو نہیں ہے وہ تکبیر پڑھ کر فائر کر دے، اگر پرندہ مر جائے تو حلال ہوگا یا حرام؟

ج: بندوق کے فائر سے جو جانور مر جائے وہ حلال نہیں ہے خواہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی گئی ہو

س: نامحرم مرد کا جھوٹا عورت کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟

ج: مکروہ ہے،

س: صلوٰۃ خمسہ کے بعد مستقلاً دعا بالجہر کرنا اور مقتدی کا امام کیساتھ دعا کو شروع کرنا اور امام ہی کے ساتھ ختم کرنا کیسا ہے؟

ج: دعا بعد الصلوٰۃ، آہستہ مانگنا افضل ہے نماز کے بعد متصلاً جہراً دعا کرنے سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل ہوگا جس سے احتراز لازمی ہے۔

☆ مضمون نگار حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ غیر مطبوعہ مضامین ہی ارسال فرمائیں نیز ایک وقت میں ایک ہی پرچہ کو اپنا مضمون ارسال کریں۔

☆ غیر طلبیدہ مضامین ارسال کرنے کی صورت میں اپنے مضمون کے ساتھ اپنا پتہ لکھا ہوا اور ٹکٹ لگایا ہوا لفافہ ضرور رکھیں تاکہ اسے واپس کیا جا سکے۔

نسل نو کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجئے

حکیم شرافت حسین صاحبؒ کے قلم سے

مکتبۂ دین ودانش کا تیار کردہ سیٹ

معصوم بچوں کی ذہن سازی میں مفید ومعاون

دینی وفکری ارتداد کے لئے منصوبہ بند کوششیں جاری ہیں ان حالات میں ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اربچوں کی زبان اور ان کی نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ہاتھوں تک ایسا لٹریچر پہنچا دیں جو ان کے ذہن ودل میں پیوست ہو جائے۔

حکیم شرافت حسین صاحب مرحوم نے آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ملت کے نامور علماء کرام کی سرپرستی میں اس عظیم اور ناگزیر ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر ایک مکمل سیٹ تیار کیا تھا جو الحمدللہ آج بھی بچوں کی ذہن سازی کے لئے نہایت مفید ومعاون ثابت ہو رہا ہے، آپ بھی اپنے عزیز بچوں کو اس سے محروم نہ رکھیں اور آج ہی اس کا آرڈر دیجئے۔ ☆ مکمل سیٹ ۱۸ رکتابوں پر مشتمل، بعد رعایت ۱۱۵ روپے میں ☆ ڈاک خرچ علیحدہ سے/۳۵ روپے ☆ تاجروں کے لئے خصوصی رعایت، بعد کمیشن ایک ہزار روپیوں کی نقد خریداری پر ۴۰ فیصد رعایت۔

☆ پیشگی رقم بذریعہ بینک ڈرافٹ درج ذیل نام سے بنوائیں:

MAKTABA DEEN-WA-DANISH

اور درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں

مکتبۂ دین ودانش ۵۰۲/۹، مکارم نگر،

لکھنؤ 226020

Ph: (0522) 2740256

Mob: 9415005204

تراشے

ترتیب وپیشکش: جناب نیاز اعظمی (مینیجر تعمیر حیات)

(۱)

شرعی عدالتیں سول عدالتوں کے متوازی نہیں

(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

عدلیہ سے کوئی ٹکراؤ نہیں

(مسلم پرسنل لاء بورڈ)

نئی دہلی، ۲۸ راگست مسلم پرسنل لاء بورڈ نے شرعی عدالتوں کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر کردہ پٹیشن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی مجلس عاملہ نے آج یہاں اپنی ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ بھی کیا کہ وہ شرعی عدالتوں سے متعلق سپریم کورٹ سے نوٹس کا جواب دینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کرے گی۔ بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کہا کہ اسلامی عدالتیں عدالتی نظام پر بوجھ ڈالے بغیر عوام کو اپنے مسائل حل کرنے میں مدد دیں گی۔ یہ بات دہراتے ہوئے کہ یہ عدالتیں سول عدالتوں کے متوازی نہیں چل رہی ہیں مولانا ندوی نے کہا کہ شرعی عدالتیں جائیداد کے جھگڑوں کو نپٹا سکتی ہیں۔ سپریم کورٹ میں گذشتہ دنوں مفاد عامہ والی ایک رٹ پر آٹھ ریاستوں میں چلنے والی شرعی عدالتوں کے وجود کو چیلنج کیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے دارالعلوم دیوبند کے نام نوٹس جاری کیا تھا۔ بورڈ نے اس نوٹس کا جواب دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بورڈ کے سکریٹری جناب عبدالرحیم قریشی نے کہا کہ عدلیہ سے کسی قسم کے ٹکراؤ اور تکرار کا سوال نہیں ہے۔ آئین نے جو بھی حقوق مہیا کیے ہیں دارالقضاء (اسلامی عدالتیں) اسی کے تحت کام کر رہی ہیں۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ یادو سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ بابری مسجد مسماری کیس کے تمام مقدمات کو یکجا کرنے کیلئے نوٹیفکیشن جاری کریں۔ بورڈ کا ایک وفد اس سلسلے میں جلد مسٹر یادو سے ملاقات کرے گا۔ (راشٹریہ سہارا)

(۲)

امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کی ضرورت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی

مجلس دعوۃ الحق کا تین روزہ تربیتی کیمپ

لکھنؤ، ۱۳ راگست جامع مسجد نادان محل روڈ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی قائم کردہ اور حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ کی منظم کردہ مجلس دعوۃ الحق کے ۳ روزہ تربیتی کیمپ کے پہلے دن بعد نماز مغرب مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی نے کہا کہ دعوت کی بنیاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں ہیں۔ نیکیوں کا حکم بھی دینا چاہئے اور برائیوں سے روکنا بھی چاہئے۔ اگر صرف معروف کی دعوت دی جاتی رہی اور برائیوں سے روکا نہیں گیا تو سماج فساد اور گمراہی کی ڈگر پر چلا جائیگا۔ حضرت مولانا ابرار الحق امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر پر خاصا زور دیتے تھے اور دین کا کام سیکھ کر کرنے کی تاکید کرتے تھے۔ دین ایک طریقہ ہے جسے قرآن نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کر کے دکھایا، اس لئے جب تک سیکھا نہیں جائیگا، اچھی طرح ہو نہیں پائیگا، حضرت مولانا ابرار الحق مجلس دعوۃ الحق کے پلیٹ فارم سے پوری عمر قرآن کو اصول تجوید کے ساتھ پڑھنے، دین کے بنیادی احکام ومسائل سیکھنے، رسول اللہ ﷺ کی تمام سنتوں پر چلنے اور بزرگوں سے جڑنے کی امت کو تاکید اور تلقین کرتے رہے۔

مولانا عبداللہ حسنی نے کہا کہ اسلام حق اور سچائی اللہ کی بندگی کی شاہراہ ہے ایک مسلمان کو توحید، رسالت اور آخرت کا عقیدہ رکھنا چاہئے، اللہ کی عبادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، سنتوں پر عمل سچائی، امانت داری، علم سیکھنے اور عمل کی مکمل کوشش کرنی چاہئے۔ مولانا راشد وحید قاسمی نے کہا کہ مجلس دعوت الحق درحقیقت ایک موبائل مدرسہ ہے اس کا مقصد گاؤں گاؤں اور شہر شہر اصلاحی تربیتی اجتماع منعقد کر کے معاشرہ کو علم وعمل کی شاہراہ پر گامزن کرنا ہے، دعوۃ الحق بیک وقت ایک مدرسہ، ایک متحرک اصلاحی تنظیم اور ایک خشتی خانقاہ ہے۔

روداد چمن

ندوہ کے لیل ونہار

ترتیب وپیش کش: ڈاکٹر سعید اشرف ندوی

(۱)

ہر انسان میں نافعیت کا جذبہ ہونا چاہئے

جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے جلسہ تقسیم انعامات

۳ ستمبر "ہر انسان کے اندر نافعیت کا جذبہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ نے ہر انسان کو بامقصد پیدا کیا ہے اور انسان کا کام دوسروں کو فائدہ پہونچانے کا ہے اس لئے اس بات کے سب سے زیادہ اہل علماء ہیں اس وقت ضرورت ایسے باعلم افراد اور مفکر علماء کی ہے جو اسلام کی صحیح نمائندگی کرسکیں اس لئے ہر طالب علم کو چاہئے کہ وہ جمعیۃ الاصلاح کے اسٹیج سے فائدہ اٹھائے اور ایک اچھا ادیب وخطیب وانشاء پرداز بننے کی کوشش کرے۔ یہ وہ افکار ہیں جن کا ڈاکٹر مولانا سعید الرحمن اعظمی نے تقسیم انعامات کے سالانہ جلسہ میں اپنے خطبۂ صدارت میں اظہار کیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں جمعیۃ الاصلاح کے جلسہ تقسیم انعامات سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے تمام طلبہ کو مبارکباد بھی دی اور کہا کہ دنیا کے سامنے ایک سچے پکے مسلمان کی حیثیت سے تعارف کرانے کی ضرورت ہے۔ جلسہ کو پروفیسر وسی احمد صاحب صدیقی (معتمد مال ندوۃ العلماء) نے بھی خطاب کیا۔

(۲)

مولانا عبدالحلیم فاروقی روڈ کا افتتاح

کاکوری (لکھنؤ) ۵ ستمبر نئی بازار اور زیر قلعہ سے دارالعلوم فاروقیہ تک جانے والی نو تعمیر سڑک کا افتتاح آج دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی نے کیا۔ سڑک کے افتتاح کے بعد سید نافاروق اعظم ہال میں ایک جلسہ ہوا، جلسہ کے آخر میں مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اپنے مادر علمی کے احسانات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

(۳)

معاشرہ کی خرابی کی وجہ نافعیت کا فقدان

لکھنؤ، ۵ ستمبر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معہد القرآن الکریم کا جلسۂ تقسیم انعامات رواق معہد القرآن میں مہتمم دارالعلوم ڈاکٹر مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کی صدارت میں ہوا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی نے کہا کہ ماضی سے بہتر مستقبل بنانے کی ضرورت ہے اور یہ وسائل کے مناسب استعمال سے ہی ممکن ہوگا، دوسروں کو نفع پہونچانے کی صلاحیت ختم ہونے کی وجہ سے وحدت واتحاد کا فقدان ہوتا جارہا ہے اور وحدت کی کیفیت امت سے ختم ہوتی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی زندگی کو خیر امت کے بطور پیش کریں اور اس نعمت کی قدر کریں جو اسلام کی شکل میں میسر ہے اور یہ چیز اسلامی تعلیم وتربیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

(۴)

مدرسہ سید احمد شہیدؒ رائے بریلی میں تین روزہ تعلیمی ورکشاپ

۲۶ اگست امسال بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ علماء ثانیہ شریعہ وادب کے طلباء کے اعزاز میں مدرسہ سید احمد شہید دار عرفات میں میدان پور تکیہ کلاں رائے بریلی میں تین روزہ تعلیمی وتربیتی ورکشاپ ہوئی جو ۶ نشستوں پر مشتمل تھی جس میں پہلی، دوسری و تیسری نشست زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ہوئی جب کہ چوتھی نشست کو ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی نے خطاب کیا پانچویں نشست میں ناظم ندوۃ العلماء نے اجازت حدیث عطا فرمائی اور چھٹی نشست سے مولانا عبداللہ حسنی نے خطاب کیا بعد نماز عصر مدرسہ ضیاء العلوم میں جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغین کو اعزاز دیا گیا ایک تربیتی نشست کو ڈائرکٹر پروگرام جناب عبدالقادر گجراتی نے خطاب کیا۔

ایک ضروری وضاحت

ابنائے ندوہ اور خدمت قرآن کی دوسری قسط (۲۵ اگست ۲۰۰۵ء) میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مجموعہ مضامین وتقاریر پر مبنی کتاب افادات قرآنی کے تعلق سے مضمون نگار سے سہو ہوگیا ہے "افادات قرآنی" در اصل حضرت مولاناؒ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ حضرت مولاناؒ کی قرآنی موضوعات پر مختلف تقاریر وتحریروں سے اخذ وتلخیص کا ایک انتخاب ہے جو رفیق محترم اورندوہ کے ایک فرزند جناب رسال الدین احمد صاحب حقانی دہرہ دون نے مرتب کیا ہے نیز یہ کتاب حضرت مولانا ہی کی حیات مبارکہ میں منظر عام پر آچکی تھی اور حضرت مولاناؒ نے اس پر اپنی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ حضرت مولاناؒ نے اس کتاب میں بطور دعائیہ کلمات تحریر فرمایا تھا: "یہ خود راقم کے حق میں بھی ایک گم شدہ یا منتشر، مستور حقائق قرآنی اور تعلیمات ایمانی کا مجموعہ ہے"۔ ☆☆☆

روداد سفر

حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا ایک دینی ودعوتی سفر الہ آباد

مدرسہ فلاح المسلمین اور جامعہ امہات المؤمنین کے جلسوں میں بھی شرکت

ترتیب وپیش کش محمد اعظم رشید پوری

ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم سہ روزہ دعوتی سفر پر تشریف لے گئے اور ۵ اگست کو الہ آباد اور رائے بریلی کے مختلف مقامات پر آپ نے عوام وخواص سے خطاب کیا۔

۳۰ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ اگست ہفتہ کے دن بعد نماز ظہر حضرت مولانا نے مدرسہ فلاح المسلمین کے اساتذہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "تعلیم وتربیت کا کام عبادت کا کام ہے علم ووا قفیت کامیابیوں کی کنجی ہے، ترقیاں اسی سے حاصل ہوتی ہیں، یہ خیال آسکتا ہے کہ جاہل بھی اچھی زندگی گذار رہے ہیں اور عالم بھی، دونوں میں کیا فرق ہے؟ جاہل بھی جو زندگی گذار رہے ہیں وہ اپنی اسی واقفیت کی بنا پر جو انہیں دنیا میں آنے کے بعد حاصل ہوئی، معلومات اور واقفیت کے دو حصے ہیں ایک آخرت کے سلسلہ کی واقفیت کہ ابدی زندگی اچھی گذرے اور ایک دنیا میں اچھی زندگی گذارنے کی واقفیت، انسان سازی کا کام یہ ہے کہ حیوانی اثرات اسی سے ختم کرکے کامل انسان بنانے کی سعی کی جائے، اساتذہ کو یہی کام سپرد کیا جاتا ہے، ایک بڑی ذمہ داری اس فضیلت کے حصول کے بعد یہ ہے کہ ہم اپنا جائزہ بھی لیں کہ ہم اپنے کام میں کتنے کامیاب ہیں، جس طرح ایک کسان کھیت کا ٹنے کے بعد غلہ کا جائزہ لیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ کہیں کمی بیشی تو نہیں ہوئی"۔

۳۰ جمادی الثانی ہی کو بعد نماز عصر جامعہ امہات المؤمنین سنار گاؤں تشریف لے گئے، اور تقریب آغاز بخاری میں بخاری شریف شروع کرائی۔

مولانا نے جامعہ کی ترقی پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تین چار سال کے عرصہ میں جامعہ نے یہ ترقی کی کہ یہاں بخاری شریف کی تعلیم کا آغاز ہورہا ہے، تین طالبات نے حدیث کی قراءت کی، اس کے بعد مولانا نے تشریح فرمائی۔

بعد حمد وصلاۃ کے فرمایا:

"حدیث کے مجموعوں میں سب سے معتبر مجموعہ امام بخاری کی کتاب صحیح البخاری ہے اور امام مسلم کی صحیح ہے، صحیح البخاری کو سب پر فوقیت دی گئی ہے، اور اسی لئے اس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا ہے۔ امام بخاری عربی نہیں تھے، ان کے آباواجداد بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔

احادیث حدیث کی جمع ہے، ال تخصیص کردیتا ہے، حدیث پر ال داخل ہوتا ہے، اس کی تخصیص ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے ساتھ یہ لفظ مخصوص ہوگیا، علماء کے نزدیک حدیث کا لفظ تین طرح کی چیزوں پر استعمال ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا آپ کیسامنے قولاً یا فعلاً کوئی چیز ہوئی ہو اور آپ نے منع نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بات کہنے یا کرنے کو کہی گئی یا تو بہ ذاتی فہم اس کا سب سے کھلا ذریعہ وحی تھا، امام بخاری نے اسی لئے سب سے پہلے اس کا باب باندھا "باب کیف کان بدء الوحی" امام بخاری نے باب یہ باندھا اور حدیث نیت کی پہلے درج کی کہ وحی شریعت کا مبدأ اور ذریعہ نیت ہے اور شریعت پر عمل کرنے کا پہلا زینہ نیت ہے۔

حدیثوں کی حفاظت کا ذریعہ قوت حافظہ تھا عربوں کا حافظہ بہت قوی تھا، اسی طرح غیر عربوں کا حافظہ بھی بہت قوی تھا، چونکہ اللہ کو حفاظت شریعت کا یہ عظیم کام اپنے بندوں سے لینا تھا، اسی لئے قوت حافظہ کی دولت قرون اولیٰ کے لوگوں کو وافر عطا ہوئی تھی۔

حدیثوں کے راویوں کے سلسلہ میں ان محدثین نے بڑی جانچ پڑتال کی کہ وہ جھوٹ بولتے تو نہیں دیکھے گئے کسی غلط کام میں تو نہیں پکڑے گئے، بات خلط ملط تو نہیں کرتے، پھر راویوں میں کوئی راوی جھوٹا تو نہیں رہا ہے۔

حدیث کا مرتبہ قرآن کے بعد ہے، قرآن کے بعد حدیث کا ہی سب سے اونچا رتبہ ہے، اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد ہے: "وما ینطق عن الھوی، ان ھو الا وحی یوحی"

اسی طرح یہ دین وشریعت ہم کو وحی کے ذریعہ ملا، تو جب دین وشریعت کی بات آئے گی تو وحی کی بات آئے گی، اس لئے امام نے پہلا باب وحی کا باندھا اور حدیث نیت کی ذکر کرکے اس طرف توجہ دلائی کہ شریعت پر عمل کے لئے نیت کا درجہ سب سے پہلا ہے اس کے

بغیر کوئی عمل صحیح نہیں ہوسکتا۔

اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے، عمل کے لئے اس کی نیت دیکھی جائے گی، عمل بڑا ہے اور نیت ویسی نہیں ہے تو معاملہ اسی کے مطابق ہوگا، عمل چھوٹا ہے، مگر نیت اونچی ہے تو معاملہ ویسا ہوگا۔

آخرت میں آدمی کو ہر بات کا حساب دینا ہے اس لئے نیتوں کی حفاظت و توجہ کی ضرورت ہے۔

علم حاصل کرنے والے کو ادھر خاص توجہ کی ضرورت ہے کہ ہمارا علم نافع ہو، کہ ہم اس علم کے ذریعہ ہلاکت کے گڈھے سے بچیں، اور جہنم کی آگ سے بچیں، تاریکی میں جانے سے بچیں۔

تعلیم حدیث میں ادب، شائستگی، حسن نیت کا خاص لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے، ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ہم علم حدیث سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

آپ کو مدرسہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ انہوں نے یہ نعمت آپ کو مہیا کی۔

اس تقریب میں حضرت مولانا محمد واضح رشید حسنی مدظلہ بھی بہ نفس نفیس شریک تھے۔

یکم رجب ۱۴۲۶ھ/۷ اگست: بعد عصر الہ آباد میں خواص کی ایک نشست حضرت مولانا کے اعزاز میں رکھی گئی جس میں شہر کی سربرآوردہ شخصیات نے شرکت کی، سجانی و دانشوران، اطباء، وکلاء، معلمین وعلماء ہر طبقہ کے افراد جمع ہوئے۔

اس منتخب مجمع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے مفکر اسلام کا یہ جملہ نقل کیا کہ ایسا نہ ہو کہ "باپ تو تہجد گذار ہو اور بیٹا ملحد" آپ نے فرمایا: بچوں کی تربیت کا نظام گھروں سے چھن کر دوسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے، میڈیا فحش کاری اور بیہودگی کی اشاعت میں پوری قوت کے ساتھ سرگرم ہے، بار بار اسکی اشاعت ہو اور اسکی شناعت نہ بیان کی جائے تو حس ختم ہوجاتی ہے، مولانا نے فرمایا کہ کسی بڑے فرد خاندان یا مصلح ملت کے اٹھ جانے پر یہ کہنا کہ "بزرگ چلے گئے اب کوئی نہیں رہا" صحیح نہیں ہے، یہ بات ایک خاص سیاق میں کہی جاتی ہے، جبکہ بزرگان دین موجود ہیں ان سے بے اعتنائی صحیح نہیں، اصل نفع پہونچانے والا صرف اور صرف اللہ ہے، نگاہ اللہ پر ہو اور جو اللہ کا ولی جہاں کہیں بھی مل جائے اسکی قدر کی جائے اور اس سے نفع اٹھایا جائے، مجلس میں حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ موجود تھے، بعد نماز مغرب الہ آباد کی مسجد عبداللہ میں جو دعوت وتبلیغ کا مرکز بھی ہے، اور اسی میں مدرسہ بھی ہے، فارغین کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، اس زریں موقع سے حضرت مولانا کی آمد پر جناب مفتی حبیب الرحمٰن صاحب مئوائمہ نے فرط مسرت میں یہ تہنیتی اشعار پیش کئے۔

روشن ہے جس سے عظمت روحانیت کا باب
وہ عارف رموز حقیقت یہاں ہے آج
پاتی ہے جس سے روح غذائے سکون بخش
وہ ساقی شراب محبت یہاں ہے آج
وہ غم گسار قوم و ہمدرد بیکساں
وحدت پرست وخادم ملت یہاں ہے آج
جوہر علم و صداقت، گوہر یکتائے فن
شب چراغ آگہی، سوز گداز انجمن
مشعل راہ طریقت، شمع تہذیب کہن
آبروئے بزم مکاں، عظمت خاک وطن
پیکر زہد و تقدس، جانشین انبیاء
شان تقدیس امم، ناموس دین مصطفیٰ
رہنمائے عالم اسلام، فخر ایشیا
یعنی مسلم پرسنل لا کے رئیس باصفا
وصف شاہ رابع ندوی میں کہتا ہے حبیب
مجمع ہے ان کی سرشت مستقیم
اس جہاں میں بھی ہے پھیلا ان کا روحانی وقار
ان کی خلوت، ان کی جلوت مایۂ صد افتخار
اے الٰہی کر تو ان پر اپنا الطاف عمیم
تا کہ ہو ابن امیں، ان کی امانت کا امین

حضرت مولانا نے اس جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا! ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کی اسی مسجد میں حضرت مصلح الامہ کی مجلسیں ہوتی تھیں، اس کے بعد حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی کی برکات ظاہر ہوئیں، اس شہر کا دینی تربیت وتزکیۂ باطن سے خاص تعلق رہا ہے۔

مولانا نے فرمایا: اللہ نے انسانوں کو ایسا بنایا کہ وہ دوسروں سے سیکھتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ختم ہوجائے تو نہ عزم وحوصلہ ہوگا نہ جذبہ و ولولہ ہوگا، انسان اچھی تربیت اور مشاہدہ سے بہت کچھ حاصل کرتا ہے، خود اپنی اس خداداد صلاحیت سے بھی جو اللہ نے انسان کے اندر ودیعت کی ہیں وہ خیر وشر میں فرق کرلیتا ہے، معلومات کا ذخیرہ جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اور زندگی سنوارتے ہیں وہ دو طرح کا ہے، ایک تو یہ کہ ہم اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل کرتے ہیں، اس کا تعلق اپنی ظاہری زندگی سے ہے اور ایک وہ ہے جو اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل نہیں کرپاتے اور صرف اللہ کے بتائے ہوئے علم جس کا ذریعہ وحی رہا ہے، حاصل کرتے ہیں۔ اسلام آخری دین ہے، یہی باقی رہنے والا دین ہے، اس کی بقا قرآن وحدیث کی بقاء ہے،

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

نئی کتابیں ورسائل

از: مولوی محمود حسن حسنی ندوی

(۱)

نام کتاب: **الطیب الذکی (جلد دوم)**

مصنف: مولانا عبدالغفار بستوی

ناشر: کل ہند تنظیم المسلمین ذاکر نگر ۴۲۲/۷ اوکھلا نئی دہلی ۵۲

محدث گنگوہیؒ یعنی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے ترمذی شریف پر علمی افادات کو ان کے تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب نے قلمبند کیا تھا جسے ان کے صاحبزادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نے اپنے مختصر حواشی کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کرایا تھا۔ یہ سب عربی میں تھا۔ مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری گیٹ دہلی کے استاد مولانا عبدالغفار صاحب بستوی کو توجہ ہوئی انہوں نے اردو حلقوں میں اس کی افادیت کے پیش نظر اردو قالب میں مزید وضاحت کیساتھ ڈھال دیا، یہ دوسرا حصہ ہے پہلے حصہ پر تعمیر حیات میں تعارف دیا جاچکا ہے ادارہ ممتاز محقق و عالم مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی کا ممنون ہے کہ انہیں نے کتاب کی قیمت واہمیت کو دیکھتے ہوئے کتاب تعارف کے لئے ادارہ کو ارسال کی، یہ جلد ۲۴۷ صفحات پر مشتمل ہے، حدیث کے ممتاز استاد اور محقق مولانا محمد عاقل صاحب جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے حدیث شریف کے سلسلہ کے کاموں میں معاون رہے ہیں مولانا عبدالغفار صاحب کی اس محبت کو داد وتحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے "الکوکب" کے مضامین دقیقہ کو سمجھا کہ ان کو اچھے اسلوب میں اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔

الطیب الذکی کے پہلے حصہ میں مولانا نورالحسن راشد صاحب کاندھلوی کا مفصل تبصرہ تعمیر حیات میں شائع ہوچکا ہے جس سے تعمیر حیات کے قارئین کا حلقہ اس کتاب کی قیمت واہمیت اور اس کی خصوصیت سے پہلے ہی سے واقف ہے۔ ۲۵۰/ روپے اس کی قیمت ہے جو کتاب کی قدر وقیمت کے آگے بہت معمولی ہے۔

(۲)

دروس مظفری: (جلد دوم)

افادات: حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ

نظر ثانی وتحقیق: مولانا عبدالغفار بستوی

ناشر: کل ہند تنظیم المسلمین ذاکر نگر گلی نمبر ۷/۱ اوکھلا نئی دہلی

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب اجراڑوی ثم سہارنپوری کی پوری عمر درس و تدریس میں گذری، مدرسہ کی چھوٹی کتابیں ہوں یا بڑی کتابیں ہو، مفتی صاحب مرجع خلائق ہوتے تھے، عرصہ تک سنن ترمذی ان کے درس وافادہ میں رہی، مولانا عبدالغفار صاحب بستوی جو خود حدیث شریف کے کہنہ مشق استاد تھے اور محقق ہیں حضرت مفتی صاحب کے شاگرد ہیں، انہوں نے اپنے استاد کے افادات کو جمع وترتیب دے کر دروس مظفری کے نام سے شائع کرنے کا اہتمام بھی کیا، مفتی صاحب ان ربانی علماء میں تھے جن کے تقویٰ وللہیت کے ان کے فکر و مزاج سے اختلاف رکھنے والے بھی قائل تھے، اور اہل تقویٰ کے ساتھ "یرزقہ من حیث لایحتسب" کا معاملہ اللہ کا خاص فضل ہے، اس رزق میں علمی وروحانی رزق بھی آتا ہے، جس کا ایک بڑا ذخیرہ مفتی صاحب محفوظ کئے ہوئے تھے، اب مفتی صاحب ہمارے اور آپ کے بیچ میں نہیں، بس یہی افادات اور دروس ہیں، جو ان کے تلامذہ اور مسترشدین نے محفوظ کرلئے تھے، اور افادۂ عام کی غرض سے ایک ایک کرکے سامنے لارہے ہیں، قارئین کو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ مفتی صاحب ایک ممتاز حنفی عالم ہیں، وہ اپنے مسلک کو پوری قوت سے پیش کرتے نظر آئیں گے، اور ایسا ہونا بھی چاہئے کہ جو جس مسلک پر عمل کررہا ہے اسے اس پر اعتماد بھی تو ہو، اس اعتبار سے یہ بات بالکل درست ہے مگر یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ یہ اندازہ افادہ کے عموم میں خارج ہوجاتا ہے، دوسری چیز یہ کہ کہیں ضرورت سے زیادہ تفصیل اور کہیں ضرورت سے زیادہ اختصار نظر آئے گا، جسمیں مرتب کی جانب سے اعتدال لایا جاسکتا تھا، شاید انہوں نے یہ حق اگلے ایڈیشن کیلئے رکھ چھوڑا ہے۔ قیمت ۲۰۰/ روپے رکھی گئی ہے، صفحات ۶۲۴ ہیں۔

(۳)

بیوی کی تعذیب قرآن سنت کی روشنی میں

مؤلف: ڈاکٹر عبدالحمید احمد ابوسلمان،

ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی۔

مؤلف ایک نامور اسکالر ہیں، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ کے صدر

ہیں، اور یہ کتاب اصلاً ان کا ایک مقالہ ہے، جو مختلف پہلوؤں سے ایک فکر انگیز تحریر تھی، جس میں نفس موضوع کا فقہی، تطبیقی، قانونی، اور سماجیاتی و نفسیاتی اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، ڈاکٹر منظور عالم صاحب چیئرمین انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز کے پیش لفظ کیساتھ ۴۱ صفحات میں شائع ہوئی ہے، قیمت ۲۰/ روپے ہے۔

(۴)

فکر ملت ممبئی

مدیر اعلیٰ: قاری محمد معراج صدیقی
ناشر: جامعہ اسلامیہ محمدیہ عربک انگلش اسکول اسبی اعظم پور، ہردوئی

۸۰ صفحات کا یہ رسالہ مؤقر مضامین کا حامل ہے، جن میں دینی و علمی غذا ہے اور ملت کی رہنمائی ہے اور اصلاح معاشرہ کا سامان ہے اور میدان صحافت میں ایک اچھا قدم ہے، جلد اول کا پہلا شمارہ فروری مارچ ۲۰۰۵ء کا ہے۔

الاسلام الیوم

مدیر مسئول: ڈاکٹر عبدالعزیز عثمان التویجری
ناشر: ایسیسکو

یہ ایک قیمتی مجلہ ہے جو عربی، انگریزی فرانسیسی میں مشترک نکل رہا ہے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے بین الاقوامی سطح کے مسائل پر مشتمل مضامین اس کی خصوصیت ہے، یہ اصلاً سالنامہ ہے۔ یہ ۲۱ واں شمارہ ہے، اس شمارے میں اب تک کے تمام شماروں کے مندرجات کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے، اس کا دفتر رباط (مراکش) ہے۔ اور وہاں اس کی قیمت ۵۰/ درہم ہے۔

دین حق

مدیر: مولانا جنید کاندھلوی
ناشر: مدرسہ رحیمیہ کاندھلہ مظفر نگر (یوپی)

مولانا جنید کاندھلوی کی توجہ اور کوشش سے یہ رسالہ حالیہ دنوں منظر عام پر آیا ہے ان کے معاون و شریک ادارت مولانا محمد معراج الحسن صاحب کاندھلوی ندوی ہیں۔

زمانہ کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

نام کتاب: ذکر زکریا
مرتب: مولانا فیروز اختر ندوی
ناشر: مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی: جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ (یوپی) الہند

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی کی علمی و دینی کمالات و خصائص پر مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی کے زیر اہتمام ایک بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب ندوی رئیس المرکز نے اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ اسلامیہ کے احاطہ میں بڑے اعلیٰ پیمانہ پر کرایا تھا، جس میں حضرت شیخ الحدیث کی زندگی کی مختلف گوشوں پر تحقیقات و تأثرات پیش کئے گئے تھے، ان کی تصنیفات و علمی خدمات کا مفصل تعارف کرایا گیا تھا، اس میں حصہ لینے والوں میں مرکزی دینی اداروں کے نمائندے و سربراہان اور نامور یونیورسٹیوں کے پروفیسر حضرات تھے جن کی اس موقع پر پیش کی گئی تخلیقات کا مجموعہ ذکر زکریا کے نام سے سامنے لایا گیا ہے، مرتب موصوف نے ان حصوں کو حذف کر کے ترتیب دینے کا کام کیا ہے جو تکرار محض تھے، یا موضوع سے الگ تھے، آخر میں ایک اجمالی مرقع جناب محمد الیاس الاعظمی کے قلم سے ہے، اور آغاز میں کانفرنس کے افتتاحی حصے ہیں، صفحات ۵۸۲ ہیں، یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب شیخ الحدیث کے مخصوص تلامذہ میں ہیں، اور آپ علمی دنیا کی ایک شہرۂ آفاق شخصیت کے مالک ہیں۔

نام کتاب: کاملان تھانیسر
از: ڈاکٹر محمد عامر صمدانی
ناشر: مرکز تحقیق اسلامی علی گڑھ

مذکورہ بالا کتاب تھانیسر کے ادباء، شعراء، مشائخ، مجاہدین آزادی اور علماء کا مستند تذکرہ و تاریخ ہے، کتاب کی مندرجات کچھ اس طرح ہیں: مختصر تاریخ تھانیسر، کورو پانڈو کے حالات، مہابھارت، عہد اسلامی، محمود غزنوی، عظمت رفتہ، مدرسہ و خانقاہ، مشہور چشتی بزرگ شیخ جلال الدین، شیخ نظام الدین تھانیسری، شیخ ناصر الدین، اہلیہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی، مولانا جعفر تھانیسری، تحریک مجاہدین، کالا پانی، فارسی شعراء، علمائے سنسکرت، شعرائے اردو، وغیرہ۔

وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نسیم احمد صاحب کی تقریظ سے یہ کتاب مزین ہے، مولانا کلیم صدیقی پھلتی کے مفید مشورے اس کی ترتیب میں شامل رہے، جناب عبدالوہاب خاں سلیم کی رہبری مرتب کو حاصل رہی، اسلوب

نگارش عصر حاضر کے مزاج سے پورا ہم آہنگ ہے، بات جو پیش کی گئی ہے اس میں تحقیق و تلاش بسیار سے کام لیا گیا ہے، طباعت اعلیٰ ہے، قیمت اسی معیار سے ہے، یعنی دو سو صفحات کی یہ کتاب /۱۵۰ روپئے کی ہے۔

نام کتاب: خواتین اسلام
مؤلف: مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندوی
ناشر: عبدالرحمٰن اکیڈمی، نگرام لکھنؤ

۷۰ رصفحات کی یہ کتاب بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے، مصنف ندوۃ العلماء کے گل سرسبد حضرت شیخ الہند کے مسترشد و مجاز تھے، مولانا دریابادی نے ان کی وفات کو حیرت انگیز نمونۂ عمل کی وفات سے تعبیر کیا تھا، یہ رسالہ اصلاً ایک تفصیلی مضمون تھا جو ۱۹۲۱ء میں معارف میں علامہ سید سلیمان ندوی نے شائع کیا تھا، اور یہ کہہ کر شائع کیا تھا کہ اس موضوع پر اردو میں غالباً اب تک اس سے جامع تر کوئی مضمون نہیں نکلا ہے، جس میں عورت کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کا پورا استحضار ہو برادر عزیز اور مؤلف علامہ کے خانوادہ کے چشم و چراغ مولانا فیضان نگرامی ندوی ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے مقدمہ کے ساتھ اس کو منظر عام پر لائے، اس طرح اس کی افادیت کو عام کیا، بارک اللہ فی حیاتہ و أعمالہ

نام کتاب: تذکرہ علمائے بوسنیا و ہرزے گووینا
از: مفتی محمد عامر صمدانی
ناشر: شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ادھر متعدد سالوں سے بوسنیا ہرزے گووینا ہمارے مصنفین، شعراء، ادیبوں اور صحافیوں کا خاص موضوع قلم و بیان رہا ہے، اور کیوں نہ ہوتا کہ وہاں کے رہنے والے مسلمانوں کو جن مظالم کا نشانہ بنایا گیا اس میں یورپ نے درندگی کے تمام حدوں کو پار کر دیا تھا بلکہ دسویں صدی اور بارہویں صدی عیسوی کا درمیانی عرصہ اس خطہ میں اسلام اور مسلمانوں کی آمد کا زمانہ ہے، پھر ترکی اقتدار سے اس کو ترقی ملی، اور اس سرزمین نے علماء، شعراء، مصنفین، مجاہدین اور مشائخ و صوفیاء کی مسلسل ایسی جماعتیں پیدا کیں جن کے اثرات سے یہ زمین اب بھی معطر ہے، مگر بیسویں صدی کے آخری سالوں میں شہداء کے خون سے یہ زمین لالہ زار ہوئی، اور اس سرزمین کے آبگینوں نے باطل سے پنجہ آزمائی کی ایک زبردست تاریخ رقم کی، مؤلف موصوف شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے گرانقدر کتاب کا نچوڑ پیش کر دیا، ۲۶۹ صفحات کی یہ کتاب /۱۰۰ روپئے کی قیمت کی ہے۔

حضرت ناظم ندوۃ العلماء جلگاؤں میں

اینگلو اردو ہائی اسکول و کالج جلگاؤں کے ۶۳ سالہ جشن پر اسلام اور سائنس نمائش

مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کی زیر صدارت ریاست مہاراشٹر کا ایک اہم اور تاریخی علاقہ مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کا اہم مرکز اردو زبان کا اہم علاقہ نیز ریاست کے مسلمانوں میں علمی، ادبی، مذہبی، سماجی اور ثقافتی تحریکوں کے لئے شہرت حاصل کرنے والا ایک اہم ضلع جلگاؤں ہے جہاں کے فرزندان توحید نے ہمیشہ ایسی تحریکیں شروع کیں، جو ریاست اور ملک کے کئی علاقوں کے لئے مثال بن گئیں۔ یہاں کے قدیم تعلیمی ادارے انجمن تعلیم المسلمین کے زیر اہتمام جاری اینگلو اردو ہائی اسکول و کالج میں گذشتہ ۸/۷ مہینوں سے ۶۳ سالہ جشن منایا جارہا ہے۔ اسی جشن کی کئی کڑیاں مختلف پروگراموں کی شکل میں متبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اسی جشن کی ایک اہم کڑی ۴ ستمبر اتوار کو منعقد ہوئی جس میں ''اسلام اور سائنس'' پر نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ اس اہم ترین پروگرام کی صدارت عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے فرمائی۔ اس پروگرام میں شہر کی سربرآوردہ سیاسی و سماجی اور تعلیمی میدانوں کی ممتاز شخصیات نے بھی شرکت کی۔

رئیس جامعہ اشاعت العلوم مولانا غلام احمد وستانوی صاحب بھی شریک پروگرام رہے۔

حضرت ناظم ندوۃ العلماء و صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی یکم ستمبر کو لکھنؤ سے جلگاؤں کے لئے روانہ ہوئے ۳ ستمبر کو منعقدہ اسلام اور سائنس نمائش کے جلسہ کی صدارت کے علاوہ حضرت والا نے ۴ ستمبر کو اصلاح معاشرہ کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔

انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں:
- احمدیدات: اسلام کا ایک غیور سپاہی
- غزہ پٹی سے انخلاء: حقائق کی روشنی میں
- دار القضاء سے متعلق اہم مضامین
- جناب قمر سنبھلی کے کلام سے
- اور وہ سارے کالم جو تعمیر حیات کی شناخت ہیں۔

ایک رپورٹ

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء کا سفر اورنگ آباد

از: جناب منظر سبحانی

(۱)
ہماری کامیابی کا راز شریعت مطہرہ پر عمل کرنے میں ہے۔

اورنگ آباد ۳؍ستمبر۔ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد کی شاخ مدرسہ الیاس واقع آزاد چوک سالانہ جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن وحدیث دونوں ہدایت کے سرچشمے ہیں اور ان کا پڑھنا اور پڑھانا روئے زمین پر سب سے اونچا کام ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہے مولانا نے مزید کہا کہ اس دنیا کے بنانے کا ایک مقصد ہے اور یہ مدارس دینیہ اسلام کے قلعے ہیں اور یہ مدارس جب تک قائم ہیں گویا ہم سب قائم ہیں اور جس دن یہ دینی مدارس ختم ہوجائیں گے اس دن دنیا برباد ہوجائے گی۔ حضرت نوح علیہ اسلام اور ان کی قوم کو آزمایا اور موقع دیا کہ سنبھل جاؤ اور سدھر جاؤ پھر سدھار پیدا نہیں کیا گیا، تو پھر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے اور قوم نوح کو ہلاک وتباہ کردیا گیا، یہ دینی مدارس تو قرآن وحدیث کے بقاء کے ذریعہ ہیں۔

جامعات الطیبات کی فضیلت سے فارغ ہونے والی طالبات کے جلسہ ختم بخاری کے موقعہ پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے جو اس اختیار کا صحیح استعمال کرے گا وہ رضاء الٰہی کو پاسکتا ہے ورنہ وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوسکتا ہے، اختیار کا صحیح استعمال کس طرح سے کیا جائے اس کو تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس کی وضاحت فرمائی جس کو حدیث کہتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے جتنی کتابیں نازل فرمائیں وہ سب دوسرے نبی کی آمد پر منسوخ ہوگئیں، لیکن جو کتاب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے نازل کی اس کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمان رسالت حدیث کی بھی حفاظت فرمائی کہ علماء کرام نے محدثین کے تمام احوال پر نظر رکھتے ہوئے حدیثوں کو قبول کیا اور تمام احتیاطوں کے اختیار کرنے کے بعد حدیث بھی محفوظ ہوگئی، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ احتیاط سے کام امام بخاریؒ نے کیا ہے اور اسی طرح امام مسلمؒ نے بھی احادیث کے قبول ورد میں بڑی سختی سے کام لیا ہے۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ کو عربی زبان کے سیکھنے میں جدوجہد کرنی چاہئے اور عربی کو تمام باریکیوں کے ساتھ حاصل کرنا چاہئے، قرآن کریم اور حدیث نبوی کو سمجھنے کے لئے عربی کو اس کے حق کے ساتھ سیکھنا لازمی ہے۔

ایک اجلاس عام کو اصلاح معاشرہ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے ایک جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہمارے لئے عارضی ہیں جو ایک دن چھین لی جائیں گی ان نعمتوں کی قدر کرنا ہماری ذمہ داری ہے اس کی قدر ان نعمتوں کا شکر ادا کرکے ہی ادا ہوسکتی ہے عقیدہ عبادات معاملات میں سے ایک سے بھی راہ فرار اختیار نہیں کرسکتے ہیں ان میں سے صرف ایک کا کرنا یا دو کا کرنا ناکامی ہے بلکہ ان تینوں کو کرنے سے ایمان مکمل ہوتا ہے عبادت یقیناً ضروری ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے معاملات کو درست بنانے کی ضرورت ہے آج ہم نے اس کو نظر انداز کردیا ہے نماز پڑھنا ضروری زکوٰۃ دینا ضروری، حج اگر کرسکتے ہیں تو ضروری، لیکن دین اس پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس سے آگے بھی کچھ اور ہے اگر مال رکھتا ہے تو اس کو صحیح جگہ پر خرچ کرے کل نہ کرے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کرے ضرورت کی تکمیل کے لئے مال خرچ کرنا برا نہیں لیکن ریاکاری کے لئے خرچ کرنا مذموم ہے ہماری زندگی اللہ کی مرضی کے خلاف ہوگی نام سے نہیں کام سے مسلمان کامیاب ہوگا ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر شریعت کا حکم معلوم کرنا چاہئے سکون وچین کی تلاش میں ہر آدمی دوڑ رہا ہے لیکن سکون یا سامان عیش وراحت سے نہیں اندر سے حاصل ہوگا جب اللہ کے حکم کے مطابق ہماری زندگی ہوگی تو ہمیں قلبی سکون ہوگا شریعت کے مطابق زندگی گذارنے والے کو جو

سکون ملتا ہے وہ بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہے۔

(۲)
جمعیۃ شباب العلماء کے دفتر کا افتتاح مولانا رابع حسنی کی دعا سے عمل میں آیا

اورنگ آباد ۳؍ستمبر، محمدی مسجد ہڈکو کارنر ہرسول روڈ پر واقع جمعیۃ شباب العلماء کے دفتر کا حضرت افتتاح مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

مولانا نے جمعیۃ کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ مولانا کی دعا پر جلسہ کا اختتام عمل میں آیا۔

(۳)
جامعہ کاشف العلوم کے ناظم واساتذہ کے کتابوں کی رسم اجراء

اورنگ آباد ۳؍ستمبر بروز سنیچر جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے علی میاں ہال میں مولانا ریاض الدین ندوی فاروقی کی تالیف کردہ عربی قواعد پر کتاب تیسیر الصرف کی اجرائی بدست صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی عمل میں آئی۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا عربی زبان کو سیکھنے کے لئے مولانا کی کتاب ایک نہایت مفید کتاب ثابت ہوگی، جس میں صرف کے قواعد کو نہایت آسان وعام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، صرف کی مشکلات ودشواریاں جو برسہابرس سے طلبہ واساتذہ کے لئے ایک دشوار مرحلہ سمجھی جاتی تھیں اب ختم ہوجائیں گی۔

بعد نماز مغرب مسجد بڈی لین کے اجلاس عام میں مولانا مفتی محمد نعیم مفتاحی کی کتاب ''عصر حاضر میں زکوٰۃ کے مسائل'' کا اجراء بھی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے توسط سے عمل میں آیا۔ مولانا نے اصلاح معاشرہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے زکوٰۃ کی اہمیت پر زور دیا اور اس کتاب کی ضرورت کو سامعین کے گوش گذار کیا۔

(۴)

اورنگ آباد ۳؍ستمبر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دفتر اورنگ آباد نائمنر تشریف لے گئے، دفتر ہذا میں مینیجنگ ایڈیٹر شکیب خسرو نے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا استقبال کیا، مولانا نے نصیحت فرمائی کہ اردو صحافت کو اسلام کے عین تقاضہ کے مطابق انسانی قدروں کی تقویت کے لئے استعمال کیا جائے میڈیا اخلاقی بگاڑ کو روکنے کے لئے اپنے ذرائع ووسائل بروئے کار لائے، انہوں نے اورنگ آباد نائمنر کے مختلف شماروں کا مشاہدہ کرکے خیر وبرکت اور ترقی کے لئے دعا فرمائی۔

شرکاء سفر میں جناب مولانا عبداللہ صاحب حسنی ندوی اور حاجی عبدالرزاق صاحب ندوی شامل تھے مولانا عبداللہ حسنی صاحب نے بھی مختلف مقامات پر خطاب فرمایا۔ جناب شاہد حسین صاحب بھی شریک سفر رہے ☆☆☆

(بقیہ فقہ کی مختصر تاریخ)

کہ میں تمہاری امانت ادا کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن قاعدہ کے موافق تمہاتم کو نہیں دے سکتا، شریک کو لاؤ تو لے جاؤ، اس واقعہ کے بعد امام صاحب کو فقہ کی تدوین کا خیال پیدا ہوا اور اس کی ترتیب شروع کی۔

اصلی اسباب

ممکن ہے کہ یہ واقعہ صحیح ہو، لیکن اس خیال کے پیدا ہونے کے اصلی اسباب اور تھے، یہ امر تاریخوں سے ثابت ہے کہ امام صاحب کو تدوین فقہ کا خیال قریباً ۱۴۰ھ میں پیدا ہوا، یعنی جب ان کے استاد حماد نے وفات کی، یہ وہ زمانہ ہے کہ اسلام کا تمدن نہایت وسعت پکڑ گیا تھا، عبادات اور معاملات کے متعلق اس کثرت سے واقعات پیدا ہوگئے تھے اور ہوتے جاتے تھے کہ ایک مرتب مجموعہ قانون کے بغیر کسی طرح کام نہیں چل سکتا تھا، نیز سلطنت کی وسعت اور دوسری قوموں کے میل جول سے تعلیم وتعلم نے اس قدر وسعت حاصل کرلی تھی کہ زبانی سند وروایت اس کا تحمل نہیں کرسکتی تھی ایسے وقت پر قدرتی طور پر لوگوں کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ ان جزئیات کو اصول کے ساتھ ترتیب دے کر ایک فن بنادیا جائے۔

امام ابوحنیفہ کی طبیعت مجتہدانہ اور غیر معمولی طور پر مقتنانہ واقع ہوئی تھی اس کے ساتھ تجارت کی وسعت اور ملکی تعلقات نے ان کو معاملات کی ضرورتوں سے خبردار کردیا تھا، اطراف وبلاد سے ہر روز سیکڑوں ضروری افتاء آتے تھے ان سے ان کو اندازہ ہوتا تھا کہ ملک کو اس فن کی کس قدر حاجت ہے قضاۃ اور حکام فصل قضایا میں جو غلطیاں کرتے تھے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ غرض یہ اسباب اور وجوہ تھے جنہوں نے ان کو اس فن کی تدوین وترتیب پر آمادہ کیا، ممکن ہے کہ کسی خاص واقعہ سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس آمادگی کو اور تحریک ہوئی ہو جس کے ساتھ عملی کوشش کا ظہور ہوا۔

فقہی نوعیت کے سوالات تحریر کرکے ارسال کریں، ادارہ نے فاضل مفتیان کرام کی خدمات حاصل کی ہے۔ ان کے جوابات انشاء اللہ شائع ہونگے۔

ایک رپورٹ

نگری نگری پھرا مسافر

دعوت واصلاح کی راہ کے ایک مسافر کی ڈائری کا ایک ورق

از: ڈاکٹر سید عبدالعلام مجیبی (ملک عبدالعزیز یونیورسٹی، جدہ)

بفضلہٖ تعالیٰ ۲۳ر جون کو بعد فجر ہدایات لے کر ہماری مختصر سی جماعت صبح ۹ر بجے جدہ سے چل کر ۶ر بجے ممبئی پہنچی، ایک روز ممبئی رک کر ۲۴ر جون کی شام ۶ر بجے سڈنی کے لئے روانہ ہوگئے، کوئی ۹ر بجے صبح سڈنی پہنچ گئے، جدہ میں گرمی شباب پر تھی، ۴۰-۴۵ ڈگری اور یہاں سردی ۱۶-۱۷ اسے دنیا کی نسبت پر جھیل رہے تھے، اسے دین کی نسبت پر جھیلنا تھا، ۲ر بجے سڈنی سے چل کر تقریباً ۳ر بجے میل برن Melbourne پہنچے، کوئی ۱۰۰۰ کیلو میٹر ائیر پورٹ پر بھائی نورامین جو براہ دبئی پہلے ہی پہنچ چکے تھے ایک مقامی ساتھی کے ساتھ ہمیں لینے آگئے، چند منٹ میں فوکز مسجد پہنچ گئے، یہ یہاں کی مرکزی مسجد ہے، بہت اچھی کشادہ سی مسجد، بڑا سا ہال، شروع کے حصے میں دو منزلہ! اسی احاطے میں ایک دار العلوم بھی ہے جہاں مختلف قومیتوں کے بچے علم دین حاصل کرتے ہیں۔

اگلے دن ۲۶ر جون کو ۱۰ر بجے دن ہماری جماعت ڈفٹن (Doveton) کے لئے روانہ کردی گئی، راستے میں مسجد امت مہاراشٹر کی جماعت سے ملاقات ہوئی، یہ چھوٹی سی مسجد ہے، اکابرین کی آمد تھی، اطراف کی جماعتیں بھی آگئی تھیں، مہاراشٹراء، اردن اور مقامی جماعتیں اور کام کرنے والے مقامی احباب پرتھ Perth میں وقت لگا رہے ایک ساتھی عبدالرحیم ملے، گرجا کی خدمات پر مامور تھے، پادری بننے کی تیاری تھی، مگر ان کے تصور خدا اور آخرت سے غیر مطمئن تھے حق کی تلاش تھی اللہ نے ہدایت کی دولت دی، ڈفٹن کی اس مسجد کے آس پاس زیادہ تر افغانی بھائی ہیں، افغان یہاں کئی قسطوں میں پہنچے، ایک تو کوئی سو سال پہلے انگریزوں کی سامراجیت کے زمانے میں آئے یا بلائے گئے، مسجدیں بھی بنوائیں، روایتی دین داری زیادہ دنوں ساتھ نہ دے سکی، دنیا کی نسبت پر آئے تھے، دعوتی فکر تھی نہیں، رفتہ رفتہ اسی دنیا کی نذر ہوگئے، مسجدیں بھی ویران ہوگئیں اور خود بھی عیسائیت اور لادینیت کے شکار ہوگئے، روسیوں کے حملے کے بعد اور پھر حالیہ حملوں کے بعد آئے، پناہ گزیں بن کر آئے، دینی حالت عموماً اچھی نہیں ہے، ڈفٹن مسجد میں الحمدللہ اب کام ہو رہا ہے، ۱۰-۱۵ ساتھی ہیں، کچھ افغانی اور کچھ فجین، اکابرین کی بات سننے کے لئے اطراف کے تقریباً ۱۵۰-۲۰۰ ساتھی جمع ہوگئے، حضرت مولانا ابراہیم صاحب نے دین پر چلنے پر اللہ کی طرف سے انعام اور دنیا کے چھوڑنے پر دنیا وآخرت کی ناکامی ونامرادی پر بہت مؤثر بات کی، بہت سارے لوگوں نے دین سیکھنے کے لئے راہ خدا میں نکلنے کے ارادے کیے، بعد فجر پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب نے داعی کی صفات کے موضوع پر بات کی۔

جمعرات کو ہماری جماعت مسجد Hunting Dell آگئی، چھوٹی سی مسجد، اس کے امام برما کے غلام علی صاحب وقت لگائے ہوئے ہیں، بڑی نصرت کی، اسی مسجد کے عبدالفتاح ۲۲ر سالہ نوجوان سے ملاقات ہوئی، گشت میں ساتھ تھے، بتایا ڈیڑھ سال پہلے اسلام کی دولت ملی۔ پہلے مسلمانوں سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا، قرآن کے مطالعہ اور اسلام میں عورتوں کے احترام نے بھی متاثر کیا، عنقریب ۴ر ماہ کا ارادہ ہے۔

جمعہ کو عصر کے قریب مرکزی مسجد فوکنر پہنچ گئے، اطراف کے شہروں سے بہت لوگ آگئے تھے، مسجد کا ہال پورا بھرا ہوا تھا، اردن کی جماعت کے ایک نوجوان ساتھی نے بات کی، کہا کہ دنیا کو ہم نے مقدم کردیا ہے، اور اللہ، رسول اور آخرت کو مؤخر، اس محنت سے یہ چاہا جارہا ہے کہ اللہ رسول اور آخرت پہلے ہو پھر دنیوی تقاضے جیسا کہ صحابہؓ نے کیا تھا، بعد مغرب مولانا یونس صاحب پالنپوری کی بات تھی، جنت کو ایسا کھولا کہ لگ رہا تھا کہ بس جنت سامنے ہے، بس چلے چلو، مگر جوں ہی گریباں میں جھانکا تو تیاری کچھ نہیں، بعد عشاء مولانا ابراہیم صاحب کی بات تھی، دین اور دین کی محنت کی اہمیت پر، بعد فجر ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب نے مقامی کام کی اہمیت بتائی اور ترتیب سے وقت لگانے پر زور دیا۔

سنیچر کو ۱۰ر بجے ہماری جماعت نوبل پارک Noble Park کی مسجد پہنچ گئی، بہت بڑے احاطے میں وسیع وعریض مسجد ہے، اطراف میں اکثریت بوسنیا کے لٹے پٹے مسلمانوں کی ہے جو پناہ گزیں بن کر یہاں

آئے، عموماً بوسنیا والوں کی دینی حالت اچھی نہیں ہے، نمازیوں کی تعداد بہت کم ہے، رہن سہن بھی مغربی انداز پر ہے، مسجد کے امام صاحب سوٹ میں آتے ہیں، الماری سے چغہ نکال کر بدن پر ڈالا، نماز پڑھائی اور پھر ''اسلام صاحب'' کو الماری میں بند کر کے چلے گئے، عورتوں کی معاشرت بھی غیروں جیسی ہے، ایک ملاقات میں ایک بوسنین صاحب نے سوال کیا کہ پوری دنیا میں مسلمانوں ہی پر کیوں مظالم ہو رہے ہیں، عرض کیا کہ اللہ کا حکم ہے کہ اس کی بندگی کی جائے، ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾ اور اس کی نمائندگی کی جائے، ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس﴾ دونوں ذمہ داریوں سے غفلت ہے، حالات تو ہماری بد اعمالیوں کے نتائج ہیں، خاموش ہوگئے۔

اسی مسجد کے ایک ذمہ دار ساتھی بھائی احمد کا تعلق بھی بوسنیا سے تھا ۳۰-۳۵ سال عمر، حسین وجمیل چہرہ، نورایمانی چہرے، بشرے سے نمایاں، بتایا کہ ۱۰ر سال پہلے مرکز نظام الدین میں وقت لگ رہا تھا، واپسی کے پیسے ختم ہوگئے کوئی شکل بن نہ پائی، نماز پڑھ کر اللہ کے سامنے خوب روئے، اللہ نے صورت نکال دی۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

منگل کی صبح ساؤتھ ڈینڈی ناز کی البانین مسجد پہنچے، صاف ستھری، قرینے کی مسجد ہے، اطراف میں زیادہ تر البانین ہیں، ملیشیا کے ایک ذمہ دار ساتھی سے بھی ملاقات رہی، البانین کی زندگی بھی مغربی طرز کی ہے، نسبتاً نرم ہیں، مگر دین سے دور، مغربی معاشرت کی تمام گندگیاں آچکی ہیں، اس لئے اسی انداز کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، احکامات والی زندگی سے آزاد، خواہشات والی زندگی کے غلام، عمر کے ڈھلتے ہی اکثر وبیشتر نفسیاتی امراض کے شکار ہوجاتے ہیں۔

امت کا ایک بڑا طبقہ ارتداد کا شکار

> مسجد کے امام صاحب سوٹ میں آتے ہیں، الماری سے چغہ نکال کر بدن پر ڈالا، نماز پڑھائی اور پھر ''اسلام صاحب'' کو الماری میں بند کر کے چلے گئے، عورتوں کی معاشرت بھی غیروں جیسی ہے،

ہو چکا ہے، اور ایک طبقہ ارتداد کے دہانے پر ہے، اور ہم ہیں کہ اپنے راحت کے نقشوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں،

اے موج بلا ذرا ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفان کا نظارا کرتے ہیں

جمعہ کو فوکنر کی مسجد میں شب گذاری کے بعد سنیچر کو شیخ معتز کی مسجد آگئے، عربی طرز کی شاندار سی مسجد، ۳۰-۴۰ کام کرنے والے ساتھی ہیں، ایک جماعت باہر ملک بھی گئی ہوئی ہے، اسی دن رات ۹ر بجے سڈنی پہنچ گئے، لوکمبا Lukemba مصلی میں قیام رہا، پڑوس کے چرچ کے ایک حصہ میں نماز ہوتی ہے، آس پاس کے مسلمان زیادہ ہیں، جمعہ کو بعد مغرب لبنانی مسجد میں شب گذاری کے لئے آگئے، مقامی احباب اور کام کرنے والی جماعتیں بھی آگئیں، عشاء اور فجر میں دعوتی باتیں ہوئیں پھر Wenworthville اور Prospect میں کام کرتے ہوئے روئی ہل Rooti Hill کی وسیع وعریض مسجد میں پہنچ گئے، اور ملحق اسکول اور مدرسہ بھی ہے، آگے کو راست گرین ویلی Green Valley کو جاتا ہے۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

بھائی شفیق صاحب کب سوتے ہیں، کب جاگتے ہیں یہ تو پتہ نہیں چلتا، البتہ اکثر ساتھی ۵ر بجے اٹھ جاتے ہیں اور حسب توفیق نوافل ودعاؤں میں لگ جاتے ہیں، ساڑھے تین بجے فجر کی اذان ہوتی ہے، ۶ر بجے جماعت کھڑی ہوجاتی ہے بعد نماز دعوتی بات ہوتی ہے، ساڑھے سات پر اشراق ہوتی ہے، پھر ناشتہ اور مشورہ، تعلیم ۱۰ تا ۱۲ ہوجاتی ہے، ۱ر بجے ظہر کے بعد کچھ بات ہوجاتی ہے، ۔۔ بہر ملنے پر ملاقات بھی ہوجاتی ہے ۴ر بجے تک عصر کی نماز پھر ذکر کی ترغیب دے کر خصوصی ملاقاتوں کے لئے جانا ہوتا ہے، قریب وبعید بعد مغرب عمومی گشت کی ترتیب رہتی ہے اور بعد عشاء بیان وتشکیل، چلہ اور ۳ر چلہ کے لئے نام آجاتے ہیں، البتہ نقد جماعتوں کی شکل قابو میں نہیں آسکی۔

نسیم صاحب کی امارت ہے، شفیق صاحب کی سرپرستی، دن کو مجاہدہ، رات کو شب بیداری، ان ہیروں کا جب وزن ہوگا تو شاید یہ کنکریاں بھی کسی کونے گوشے میں آجائیں، ورنہ اپنا حال تو یہ ہے کہ

سراپا ماہمہ عیبم ، بدیدی وخریدی تو
زہے کالائے پرعیب وزہے لطف خریدارے

مخلصین سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ ڈوبتوں کو تنکوں کا سہارا بھی بڑا سہارا ہوجاتا ہے۔

اسلام کا ایک جانباز و غیور مرد مجاہد۔۔احمد دیدات مرحوم

امین الدین شجاع الدین

(یکم جولائی ۱۹۱۸ء۔۔۔۱۸ اگست ۲۰۰۵ء)

فیصل ایوارڈ یافتہ اور ایک عظیم مناظر و متکلم کی حیثیت سے عالمی شہرت یافتہ احمد دیدات ایک طویل علالت کے بعد اس جہان رنگ و بو کو خیر باد کہہ کر اپنے اس رب سے جا ملے جس نے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام اسلام آخری دین ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور اللہ نے خود اسکی حفاظت کا وعدہ کیا ہے یہ وہ باتیں ہیں جن پر ہمارا ایمان و عقیدہ ہے لیکن غیروں کو انکا قائل کرنے کیلئے ضرورت بھر پور استدلال کی ہوتی ہے احمد دیدات مرحوم نے ان عقائد و حقائق کو مدلل انداز میں اغیار کے سامنے اس طرح سے پیش کیا اور باطل کا اس طرح دنداں شکن اور مسکت جواب دیا کہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" کی مثال صادق آگئی۔ غیر بھی قائل ہوئے اور اپنے بھی لذت ایمان سے سرشار ہوا ٹھے دعوت کا یہ کام تو اسی کے بس کا ہو سکتا ہے جس سے خدا کام لینا چاہے احمد دیدات مرحوم اس کی ایک روشن و تابناک مثال بن کر ظلمتوں میں روشنی بکھیرتے رہے اور بالآخر ۱۸ اگست ۲۰۰۵ء کو اللہ نور السموات والارض کے حضور حاضر ہو گئے یہ شرف ہندوستان کے شہر سورت کو حاصل ہے کہ یہ عظیم داعی و مبلغ نے وہاں جنم لیا، ایک غریب گھرانے میں آنکھیں کھولیں، ایک اسکول میں زیر تعلیم رہے لیکن غربت آڑے آئی اور تعلیمی سلسلہ کو منقطع کرنا پڑا اپنے والد کے ہمراہ ۱۹۲۷ء میں جنوبی افریقہ میں منتقل ہوئے اور ایک دوکان پر ملازمت کر لی جہاں اکثر و بیشتر عیسائی آیا کرتے اور اپنا مشنری ذہن لے کر آیا کرتے تا کہ احمد دیدات کے سینے میں موجود ایمان کی چنگاری خاکستر ہو جائے لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا چنانچہ تدبیر الٹی پڑی اور احمد دیدات کی غیرت ایمانی کو اس سے جلا اور روشنی ملی اسطرح ایمان کی چنگاری وہ شعلہ بن گئی جو اپنے اندر خاشاک غیر اللہ کو پھونک دینے کا حوصلہ رکھتی ہے احمد دیدات نے اسلام، عیسائیت اور دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا اور اسلام کی حقانیت پر ان کا یقین پختہ ہوتا گیا نیز قرآن کے آخری آسمانی کتاب ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے کا عقیدہ انکے دل و دماغ میں پیوست ہو گیا پادریوں سے ان کے مناظرے ہوئے اور ہر بار وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دکھانے میں کامیاب رہے انہوں نے عیسائیت کا رد ہی نہیں کیا بلکہ اسلام کی دعوت قبول کر لینے کا حل بھی پیش کیا اسلام کی دعوت کا کام صرف علم و فضل سے نہیں ہوا کرتا خصوصاً اغیار کے نرغہ میں پائے جانے والے داعی کو حق بات کہنے کی جرأت تعلق مع اللہ اور خشیت و انابت الی اللہ کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی اسلام کو دین حق کے طور پر پیش کرنے میں احمد دیدات کا انداز نہ تو کبھی معذرت خواہانہ رہا نہ دفاعی اور نہ انہوں نے کبھی مداہنت دکھائی ان کے کسی مناظرے کو دیکھ لیجئے دیکھنے والے نہ صرف اسکا اعتراف کریں گے بلکہ ان کے اندر حرارت ایمانی اور غیرت و حمیت اسلامی کا احساس پیدا ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔۔۔۔۱۹۵۷ء میں احمد دیدات مرحوم نے Islamic Propagation Centre قائم کیا جو محض ایک سینٹر نہیں بلکہ ایک تحریک بن گیا اور جسطرح کہ ہوتا آیا ہے کہ بانی تحریک تو رخصت ہو جاتا ہے لیکن اسکی تحریک کا سفر جاری رہتا ہے احمد دیدات کے مشن کے ساتھ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔ احمد دیدات مرحوم خدا کی قدرت کی ایک علامت تھے کہ اللہ اپنے دین کا کام لینے کیلئے کسی مخصوص طبقہ کا ہرگز محتاج نہیں، وہ غیرت ایمانی کی نشانی تھے اور ان کی زندگی یہ باور کراتی تھی کہ جب غیرت ایمانی بیدار ہوتی ہے تو ایک عالم کو محو حیرت بنا دیتی ہے احمد دیدات مرحوم اس زریں سلسلہ کی ایک کڑی تھے جو سلسلہ متکلمین اور مناظرین کا سلسلہ کہلاتا ہے اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کرنے کا انہیں سلیقہ بھی تھا اور حوصلہ بھی ایک داعی کیلئے جو مطلوبہ صفات ہو سکتی ہیں، اللہ رب العزت نے انہیں اس سے متصف فرمایا تھا اور نتیجہ میں ان سے اس کریم آقا نے وہ کام لیا جو وہ داعیان حق سے لیتا آیا ہے۔۔۔۔۱۹۶۶ء میں ان پر فالج کا دورہ پڑا، حکومت سعودی عربیہ نے ان کے علاج کے جتن کئے لیکن اللہ کو یہی منظور تھا کہ ایک مدت تک اسلام کا یہ بلبل جو چہکتا رہا، وہ اب اپنے رب کیلئے یکسو ہو جائے، ایک فعال و سرگرم اور متحرک شخصیت بستر مرض پر ایسی پڑی کہ وہی ان کا بستر مرگ ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کو گویا ان کے رفع درجات کی بلندی مقصود تھی کہ اس طرح ان کا بندہ ہر طرف سے یکسو ہو جائے اور اپنے مالک کی طرف مکمل طور سے متوجہ ہو جائے آخر کار ان کے لئے حاضر ہونے کا بلاوا آ گیا اور وہ وہاں چلے گئے جہاں کی نوازشیں اور عیش ہی اصل ہے لا عیش الا عیش الآخرۃ اللہ تعالیٰ ان کی بھر پور مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کا ان کو صلہ دے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

Mob. 9415090544, Shop : 2627446, Res. : 2254796 ------(پروپرائٹر : ولی اللہ)------
WALI ULLAH JEWELLERS
All Kinds of Gold, Silver & Diamond Jewellery
ولی اللہ جویلرس
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow - 226 018

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ شمامۃ العنبر
☆ عطر گلاب ☆ روح خس ☆ عطر موتیا ☆ عطر حنا ☆ عطر گل ☆ عطر کیوڑہ
☆ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں فون: 234445
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر، قنوج یوپی آئیڈیل پرفیوم سنٹر (پرائیویٹ لمیٹیڈ) قنوج

دو تازہ تالیفات
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایک عہد ساز شخصیت
از : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی
ایک تذکرہ
از : مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن الاعظمی ندوی

IZHARSON PERFUMERS
Phone : 0522-2255257
اظہارسن پرفیومرس
لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات
روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ،
عرق کیوڑہ، عرق گلاب، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
کی ایک قابل اعتماد دکان
ایک مرتبہ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں
اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ ۳
تیار کردہ
Izharson Perfumers
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-226003
E-mail : izharsonperfumers @yahoo.com

Maqbool Mian Jewellers
مقبول میاں جویلرس
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow.
Phone : 2618636, 2258506
Mobile : 9415001207

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirts, Trousers, Coat-Suits, Embroidered, Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties.
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ تشریف لائیں
menmark®
58, Halwasia Market, Hazrat Ganj, Lucknow
Phone (S)2616946, (R)2627443